



**HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY**  
**DEBATES**  
**Official Report**

## PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

## CONTENTS

	PAGES
L. A. Bill No. XXIV of 1954, the Hyderabad General Sales Tax (Amendment) Bill, 1954—Passed .. .. .	1001-1024
L. A. Bill No. XXVIII of 1954, the Hyderabad Public Libraries Bill 1954—1st Reading concluded .. .. .	1024-1058

*Note.*—\*At the commencement of the speech denotes confirmation not received.



# THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

*Thursday, the 16th September, 1954*

The House met at Half Past Two of the Clock

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

## QUESTIONS & ANSWERS

*(See Part I)*

### L. A. Bill No. XXIV of 1954, the Hyderabad General Sales Tax (Amendment) Bill, 1954

*The Minister for Finance, Statistics, Customs, Commerce  
and Industries (Shri V. K. Koratker) : I beg to move :*

“That L. A. Bill No. XXIV of 1954, the Hyderabad  
General Sales Tax (Amendment) Bill, 1954, be read a first  
time.”

*Mr. Speaker :* Motion moved.

श्री. वि. के. कोरटकर :—अध्यक्ष महोदय, यह एक बिल सेल्स टैक्स की एक छोटी सी तरमीम के लिये पेश किया जा रहा है। उसमें एक बात यह है कि जितना जाम में कुछ सहुलियतें हों। और जहां तक सिगारेट का तालुक है कुछ आमदनी ज्यादा हो।

सिगारेट पर पहले १ रुपये के पीछे ९ पाजी सेल्स टैक्स था। उसे एक रुपये के पीछे एक आना टैक्स करने की गरज से यह अमेंडमेंट लाया गया है। दूसरा जो मकसद जिस तरमीम के लाने का है वह यह है कि मल्टि पॉइंट (बहुमुखी) टैक्स जो कुछ चीजों पर रखा गया है उसे सिंगल पॉइंट अकमुखी किया जाय जिससे टैक्स वसूल करने में सहुलियत होती है। शकर पर आज तक डबल पॉइंट सेल्स टैक्स रुपये में तीन पाजी लिया जाता था। और यह टैक्स दो से लेकर तीन स्थानों तक मिलता है लेकिन हमारे यहां बाहर से बहुत कम शकर आती है। जिस लिये हमारा नुकसान होता है। हमारे स्टेट में सिर्फ एक ही जगह शकर पैदा होती है और वही सारे स्टेट में जाती है। जिस पर यदि सिंगल पॉइंट सेल्स टैक्स किया जाय तो मुनासिब होगा ऐसा समझा गया। हमने जब डबल पॉइंट सेल्स टैक्स रखा था तब कंपनी ने यह रायज किया कि बुन्होंने हर जगह अपने अजेंट रख दिये जिससे कि हमें डबल पॉइंट सेल्स टैक्स वसूल करने के लिये काफी दिक्कत होने लगी। जिस लिये यह सोचा

گیا کہ रुपये को ६ पात्री सिंगल पॉइंट सेल्स टॅक्स रखा जाय तो वसूली में ज्यादा सहूलियत पैदा होगी। उसी तरह मॅचेस पर भी डबल पॉइंट सेल्स टॅक्स लिया जाता था। मॅचेस ज्यादा तर पान और सिगारेट की दुकान पर ही बिकती है। इन दुकानदारों ने यह शिकायत पेश की, कि जब आप सिगारेट पर सिंगल पॉइंट टॅक्स लेते हैं तो मॅचेस पर डबल पॉइंट रखने से हमें डबल हिसाबत रखने पड़ते हैं। इस लिये मॅचेस पर भी यदि सिंगल पॉइंट टॅक्स रखा जाय तो मुनासिब होगा। इस लिये मॅचेस पर भी सिंगल पॉइंट सेल्स टॅक्स लेने के लिये अमेंडमेंट पेश की गयी है जिसमें अंतर्जामी सहूलियत होगी। और बेपारियों को भी आम सहूलियत मिलती है। और सरकार का भी जिसमें कोई नुकसान नहीं होता। इस लिये इस छोटी सी अमेंडमेंट को कबूल किया जाय तो मुनासिब होगा। मेरी प्रार्थना है कि हाउस इसे मंजूर करें।

\* شری بی - ڈی - دیشمکھ (بھوکردن - عام) :- مسٹر اسپیکر سر - جنرل سلیس ٹکس

کے بارے میں آج ایک امینڈنگ بل (Amending Bill) پیش کیا گیا ہے۔ گذشتہ تین سال سے کئی ترمیمات ہاؤس کے سامنے پیش کیجاتی رہی ہیں۔ ہر نوٹ پر اس جانب سے یہ خواہش کیجاتی رہی ہے کہ ملٹی پل پوائنٹ (Multiple point) ٹیکس کو ختم کر کے سنگل پوائنٹ (Single point) ٹیکس عائد کیا جائے۔ سنہ ۵۳ ع میں جو ترمیم آئی تھی اوس وقت بھی ہم نے یہ مطالبہ کیا تھا۔ تجربہ کے لحاظ سے اور خاص طور پر بمبئی پراونس (Province) کی نظیر کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے خواہش کی تھی کہ ملٹی پل پوائنٹ کے بجائے سنگل پوائنٹ ٹکس عائد کیا جائے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ جیسے جیسے تجربہ ہوتا جا رہا ہے ترمیمات پیش کی جا رہی ہیں اور ان ترمیمات کا سلسلہ لامتناہی ہو گیا ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ از سر نو سلیس ٹکس کی پالیسی پر غور کرے اور ایک جامع قانون لائے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ سنگل پوائنٹ کے اصول کو گورنمنٹ تسلیم کرتی ہے یا نہیں۔ شیڈیول (Schedule) میں بہت سے ایسے آرٹیکلز (Articles) ہیں جنکو اگزمپٹ (Exempt) کرنا چاہئے۔ اون کے متعلق بھی ترمیمات ہاؤس کے سامنے لائے جانے چاہئیں۔ چند چیزوں کے بارے میں ترمیم لائی گئی ہے اور حکومت کی خواہش ہے کہ ان سے متعلق ملٹی پل پوائنٹ کو ختم کر کے سنگل پوائنٹ ٹکس عائد کیا جانا چاہئے۔ میں اس کی تائید کرتے ہوئے یہ عرض کرونگا کہ جن چیزوں پر سنگل پوائنٹ ٹکس عائد ہو رہا ہے وہ تین چیزیں ہیں۔ دیا سلائی - شکر - اور معمولی سگریٹ۔ یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں جنہیں غریب سے غریب آدمی بھی استعمال کرتا ہے۔ ایسے اشیاء پر جو ہر ایک غریب انسان کی لازمی ضروریات زندگی میں داخل ہیں کسی قسم کا ٹکس اضافہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ دیا سلائی ایک ایسی چیز ہے جسکو غریب سے غریب آدمی بھی استعمال کرتا ہے۔ چولہا سلگانے کے کام میں آتی ہے اوس کے بغیر کسی کے گھر کا چولہا نہیں سلگ سکتا۔ اس طرح شکر ہمارے روز مرہ کے استعمال کی چیز ہے۔ اور آج غریب سے غریب آدمی بھی اسکو استعمال کر رہا ہے۔ چائے ہمارے ضروریات زندگی کا ایک لازمی جزو بن گئی ہے اس لیے میں عرض کرونگا کہ دیا سلائی اور شکر ان دونوں

کو اس قانون سے اگزمپٹ کرنا چاہئے۔ اگر سنگل پوائنٹ کے ذریعہ ڈیفینیٹ بٹ (Deficit Budget) کو پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو اشیاء تعیشات پر ٹکس اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ اوس وقت ہمیں کوئی اعتراض نہوگا۔ لیکن ان دونوں چیزوں کے بارے میں جن پر سنگل پوائنٹ ٹیکس عائد کرنے کی تجویز ہے میں عرض کرونگا کہ ان کو اگزمپٹ کرنا چاہئے۔ تیسری چیز سگریٹ۔ معمولی دام کے سگریٹ پر سنگل پوائنٹ ٹکس عائد کیا جانا مقصود ہے۔ مثلاً چار مینار سگریٹ۔ یہ سگریٹ مزدور سے لیکر اوسط طبقہ کے لوگ بھی استعمال کرتے ہیں۔ تین چار ڈبی سگریٹ پینے والے روزانہ آٹھ آنے صرف کرتے ہیں۔ ان پر مزید بار ڈالنے کی بجائے بہتر یہ ہوگا کہ اگر فیکٹری زیادہ منافع کما رہی ہے تو اوس سے حکومت مزید ٹکس وصول کر سکتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ٹکس عائد کرنے کی حکومت کی جو پالیسی ہے میں اوس سے اختلاف کرونگا۔ دو آنے سے کم دام کے سگریٹ پر ٹکس عائد کرنا میری رائے میں مناسب نہیں ہے۔ میں عرض کرونگا کہ تمباکو پر مختلف قسم کے ٹکس عائد کئے گئے ہیں حکومت اگر چاہتی ہے تو بھاری قسم کے سگریٹس پر ٹکس عائد کیا جاسکتا ہے اس سے ہمیں اختلاف نہیں ہوگا۔ میسور میں بھاری قسم کے سگریٹس پر ۳ پائی ٹکس رکھا گیا ہے۔ لیکن آپ یہ چاہتے ہیں کہ کم قیمت کے سگریٹس پر ٹیکس عائد کریں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر سنگل پوائنٹ ٹکس کی پالیسی سے آپ متفق ہیں یا نہیں۔ مسلسل دو سال سے ہمارا یہ مطالبہ ہے لیکن آپ نے اس اصول کو تسلیم کیا یا نہیں معلوم نہیں کیا۔

### [Mr. Deputy Speaker in the Chair]

میں عرض کرونگا کہ شکر۔ میاچس کے علاوہ اگر ہوسکے تو دوسرے ایسے اشیاء کو بھی اگزمپٹ کرنا چاہئے جو غریبوں اور مزدوروں کی ضروریات کی چیزیں ہیں۔ ایک کاسن من (Common man) ایک مزدور اور زراعت پیشہ سب ہی اس سے متاثر ہونگے۔ اسلئے میں عرض کرونگا کہ کسی صورت سے ان اشیاء پر ٹیکس کا اضافہ نہیں ہونا چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ اس جانب سے اس بارے میں جو ترسیلات آئی ہیں انکو آئریبل موور قبول فرمائینگے۔

\* شری جے۔ آنندراؤ (سرسلہ - عام) :- مسٹر اسپیکرسر۔ سلیس ٹیکس کے متعلق جو اسٹنڈنگ بل پیش ہوا ہے اوس کے تعلق سے یہ کہا گیا ہے کہ شکر اور میاچس کے لئے ۳ پائی کا جو ٹیکس ہے اوسکی بجائے ۱ آنہ ۶ پائی اور ۹ پائی کا اضافہ ہو رہا ہے اسکی بجائے ایک خاص مقررہ مقدار میں اضافہ کر کے ۶ پائی پر اکٹفا کیا گیا ہے تا کہ خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں کے لئے سہولت ہو۔ یہ بہ ظاہر ٹھیک تو معلوم ہوتا ہے مگر دراصل اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر گورنمنٹ مناسب سمجھے تو اس میں ایک آنہ کا اضافہ کر سکتی ہے۔ اس کا اختیار گورنمنٹ کو رہیگا۔ کیا یہ اختیار استعمال کیا جائے گا یا نہیں۔ اس میں شبہ نہیں ہے

کہ یہ اختیار استعمال کیا جائیگا - جیسا کہ سگریٹ کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ دو آنے سے بڑھ کر جنکی قیمت ہوگی اون پر اضافہ عائد کیا گیا ہے - باقی کم دام کے سگریٹس پر بھی اضافہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس سے ڈفیسٹ بجٹ پورا کیا جائیگا - ڈفیسٹ بجٹ پورا کرنے کے لئے یہ طریقہ ٹھیک نہیں کیونکہ شوگر - سگریٹ اور میاچس نیسیٹیز (Necessities) میں داخلی ہیں لگژریز (Luxuries) میں داخل نہیں ہیں - جو چیزیں لگژریز میں داخل ہیں اون پر اضافہ کر کے ڈفیسٹ بجٹ پورا کیا جاسکتا ہے - اس پر کسی کو اعتراض بھی نہیں ہونا چاہئے - مثلاً فائن کلاتھ نیسیٹی میں نہیں ہے - جن کو استطاعت ہے وہی لوگ فائن کلاتھ پہنتے ہیں - اس پر ٹیکس اضافہ کریں گے تو عوام زیادہ نقصان نہ ہوگا - چائے ایک کلاس میان کے لئے نیسیٹی بن گئی ہے - جو دوسرے ڈرنکس ہیں مثلاً شراب - بیر وغیرہ وہ نیسیٹی نہیں لگڑی ہے - میں نے سنا ہے کہ ایک شیشی بیس بیس پیچس پیچس روپیہ میں بکتی ہے - ان پر ٹیکس میں اضافہ کرنے سے ایک تو بری عادت بھی چھوٹ جائیگی اور دوسرے ڈفیسٹ بجٹ پورا کرنے میں مدد بھی ملے گی - اس کے باوجود جو لوگ استعمال کرنا چاہتے ہیں انہیں استعمال کرنے دیجئے - اون کو سفر (Suffer) ہونے دیجئے - شراب اور بیر وغیرہ جو فارین (Foreign) سے آتی ہے اسکو نواب زادے یا ہائر مڈل کلاس کے لوگ ہی استعمال کرتے ہیں - اون پر رسٹرکشن (Restriction) عائد کرنے کے لئے ٹیکس بڑھایا جاسکتا ہے - فرسٹ کلاس سینا بینی میں بھی ٹیکس عائد کیا جاسکتا ہے - جو جوئے ۲۰ - ۳۰ روپیہ میں فروخت ہوتے ہیں اون پر اضافہ کیا جاسکتا ہے - جو لوگ یہ جوئے خرید نہیں سکیں گے وہ چیل پہنیں گے - چیل اور جوئے میں فرق یہی ہے کہ ایک شوق کے لئے پہنتے ہیں اور دوسرا ضرورت کے تحت پہنتے ہیں - شکر بھی نیسیٹی میں داخل ہے - لگڑری میں داخل نہیں ہے - ایک رکھشا چلانے والا بھی شکر استعمال کرتا ہے اور آنریبل منسٹر بھی شکر استعمال کرتے ہیں یہاں سے وہاں تک سب لوگ استعمال کرتے ہیں - وہ اتنی نیسیٹی ہے کہ گوشت سے بھی زیادہ استعمال ہوتی ہے - یہ عام آدمی کی ضرورت میں داخل ہے - ایک کوئی اور مزدور بھی اسکو استعمال کر سکتا ہے اس لئے اس کی رسائی میں اور بھی زیادہ سہولت بہم پہنچائی جانی چاہئے - میں تو سمجھتا ہوں کہ ایک عام آدمی کے لئے اس سے کم قیمت پر کوئی انٹرٹینمنٹ (Entertainment) نہیں ہو سکتا - ایک عام آدمی نہ تو سینا دیکھ سکتا ہے اور نہ پیر استعمال کر سکتا ہے - آج کل زمانہ کا تقاضہ ہی یہ ہو گیا ہے سب ہی اسکو استعمال کرتے ہیں اس پر زیادہ ٹیکس رہیگا تو عام آدمیوں پر بوجھ پڑیگا - اس لئے آنریبل منسٹر اس پر سیرسلی (Seriously) غور کریں - اس جمہوری دور میں ایسی چیزوں کی قیمت کرنے کا مطمح نظر ہونا چاہئے - یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم سنگل پائٹ ٹیکس بنا کر چھ پائی ہی لگا رہے ہیں - میں یہ کہہونکا کہ اس کے متعلق تین پائی پر ہی اکتفا کریں تو مناسب ہوگا - یہ لگڑری نہیں بلکہ

( Harmony ) اس لئے چھ پائی عائد کرنا ہارمنی ( Harmony )  
( Organised Business ) یہ سمجھ کر کہ یہ ایک آرگنائزڈ بزنس ( Organised Business )  
ہے اس پر سنگل پائنٹ چھ پائی ٹیکس عائد کرنا غلط تصور ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کرونگا کہ میری گزارش پر غور کیا جائے۔

\*Shri V. D. Deshpande (Ippaguda): Our Government is accustomed to throw crumbs at the doors of the people. In the last year or two, we the consumers and the merchant community have been demanding that the multi-point sales tax should be changed and single-point sales tax introduced. The previous Minister for Finance had promised that after this matter is dealt with by the Bombay Government and the Mysore Government, the Hyderabad Government will be moving in the matter. If I remember right, hon. Finance Minister—the present one also probably—had assured that he would consider the matter. But I find that this fundamental demand of the merchant community and the consumer is being dealt with piecemeal. The present attempt to amend the Sales Tax Act, by introducing single-point on certain new commodities like matches and sugar, partly gives relief, as it has been provided that the tax will be only at a single-point. But I have to respectfully point out to the hon. Finance Minister that this piecemeal treatment of this very important tax, is not going to solve the problem. Probably, the business community of Hyderabad is going to meet this week and hon. Finance Minister will be confronted by them to solve this particular problem. They have already made their representations and Government have no more justification to deal with the matter by bringing legislation of this type. For the benefit of the House I will read a particular section of the Mysore Sales Tax Act, wherein they have categorically taken to single-point tax. For example in section 3 of the Mysore Sales Tax Act, they have enumerated a few commodities like cigarettes and clothes etc. :—

Provided further that :

(a) In the case of cigarettes which are sold by the first dealer.

(i) At less than 3 pies per cigarette and are to be sold at any retail points to the consumer at not more than 3 pies per cigarette, the rate of tax payable shall be 3 pies in the rupee of such turnover ;

(ii) At less than 6 pies per cigarette and to be sold at any retail point to the consumer at not more than 6 pies

per cigarette the rate of tax payable shall be 10 percent of such turnover :

(iii) At less than 9 pies per cigarette and are to be sold at any retail point to the consumer at not more than 9 pies per cigarette, the rate of tax payable shall be twenty per cent of such turnover ;

(iv) Not falling under item (i), (ii) or (iii) the rate of tax payable shall be thirty per cent of such turnover ;

(b) In the case of cigars of cheroots which are sold by the first dealers—

(i) At less than 2 annas per cigar or cheroot and are to be sold at any retail point to the consumer at not more than 2 annas per cigar or cheroot, the rate of tax payable shall be three pies in the rupee of such turnover ;

(ii) Not falling under item (i)—the rate of tax payable shall be thirty per cent of such turnover ;

(c) In the case of cigarette, tobacco and pipe tobacco which are sold by the first dealer, the rate of tax payable shall be thirty per cent of such turnover.

(2) Subject as aforesaid, the sale of any of the goods mentioned below shall be subject to a tax at the rate specified in respect thereof, at such single point in the series of sales by successive dealers as may be prescribed ; and the tax shall be paid by the dealer concerned on his turnover in each year relating to such goods, and shall be in addition to the tax to which he is liable under sub-section (1) on his total turnover for the year :

The bill then enumerates the actual tax: motor vehicles—6 pies, refrigerators—6 pies, wireless sets—8 and so on. I am only quoting this to emphasise my point that it would be better to have a single point tax. The experiment on multi-point, to my mind, has proved a failure. I have earlier said in this House that in my recent tour of the districts, I found that all the important merchants keep two account books and by these dishonest methods they get the benefit, because they manage to keep certain account, whereby they can get safe from the imposition of the sales tax. Honest merchants represented to me that honesty does not pay in this particular business. Those who can successfully evade the sales tax sell better in the market and in the competition these evaders fare better, and the honest ones suffer. Secondly I have to point out that the Sales Tax Officers have made a profession



of corruption. Corruption is so rampant among the district sales tax officers that I can categorically say that if an enquiry is made into the working of the sales tax it would be found that much of the money which ought to have come into Government treasuries have found their way elsewhere owing to the inefficient administration of sales tax. Only the merchant community and sales tax officers benefit and not the consumer. Though in theory it was argued that multi-point tax fetches more revenues, in practice because of corruption and leakages, we are getting less revenue than we would get under the single-point.

If it is our experience that the multi-point tax breeds dishonesty among the merchant community, then I think it is high time the Government thinks of amending the whole Act, and not dealing with matches and sugar alone. Government should bring in a comprehensive legislation. At the time the multipoint tax was introduced, the then Finance Minister had quoted Bombay Government's taking to multi-point. If I remember right, in the first session of this Assembly, that was the argument put forward by Dr. Melkote. Now the very legislation of Bombay has undergone a change. They have probably taken to double-point and have enacted a rather complicated legislation. I do not want to suggest adoption of either the Bombay or the Mysore Acts. I am only restricting myself to the adoption of broad principles.

It has been pointed out in the statement of objects and reasons of this Bill, that the match and sugar industries are well organised and therefore, we can increase the tax at single point. I can give many more commodities in which the trade and production are more organised and with benefit we can tax these commodities at single-point. My appeal to the Finance Minister is that instead of taking piecemeal measures, it would be much better for him to ask his Department—probably he has already asked his Department—to draft a comprehensive bill so that the problem can be solved once and for all.

These are the basic principles which I would to bring before the House. As regards the various matters in the bill, I generally have no hesitation to support the levy of tax at single point on matches and sugar, but the authority Government wants, to change over to an increase from 6 pies to one anna is unjustified. Members are aware that sugar being the common man's diet, it is not good for the Government

to tax them further through this indirect taxation. In fact we feel that it would be better to restrict the tax to the present three pies because of the change to single point. As stated in the objects and reasons because multi-point is collected at two points, the present increase to six pies has been effected. Many of us feel that three pies would have been better. But the authority taken by Government to increase the tax to one anna is unjustified. Therefore, we feel that the particular provision in that section should be deleted.

Coming to the tax on cigarettes, I cannot speak on behalf of those who are accustomed to smoke. I think this type of cigarette worth 2 annas and less is the main cigarette being used by the smokers. One and all, the poor, the middle class and also the higher classes use this particular type of cigarettes.

I do not know what is the attraction exactly, for these Charminar cigarettes, but generally it is found that it is appreciated by one and all. I am told even in France these cigarettes are available and many French people use them. Such commodity which is so commonly used is there, it is better, I think, to keep its price low and have it more sold; thereby on the aggregate, probably, we will be collecting more rather than adding to its price.

Secondly I have to point out to this House that the Charminar Cigarette Factory having started with a very small capital of Rs. 15 lakhs, now has a gross turnover per year of Rs. 60 lakhs and the profit made per year is, I am told, Rs. 35 lakhs. If on an original capital of 15 lakhs they are making a profit of Rs. 35 lakhs, I think it is not the common man who is smoking that should be taxed, but it is that company particularly which should be taxed for its high profits, and this is possible. The Hyderabad Corporation, through its Profession Tax can touch these profits. Ofcourse, the Hyderabad Government will say that they are not gaining any thing by it. Well, certain arrangements can be made with the Corporation, certain grants given to the Corporation can be adjusted, and indirectly this benefit can be accrued to the Hyderabad Government. In this way, the profits should be taxed but not the common man for getting more tax. It is our suggestion in this respect, and I think Government will think over the matter before enhancing the tax on cigarettes from 9 pies to one anna. That will not be affecting the common man, and we feel Government is not justified in

raising this tax. In fact, I want to read to the House about the position in Mysore regarding cigarettes. There, they say in section 3 :

“(a) In the case of cigarettes which are sold by the first dealer.

(i) at less than 3 pies per cigarette and are to be sold at any retail point to the consumer at not more than 3 pies per cigarette the rate of tax payable shall be 3 pies in the rupee of such turnover.

There, on all cigarettes which cost less than 2½ as. the tax is 3 pies in the rupee.

I do not know the details of the working of this, but I feel that the Government here should not take up to increase the tax on cigarettes, and that is not going to help in any way as such.

Regarding matches and other things, I need not elaborate my arguments. They have been placed before the House. My only intention in taking up the time of the House is to knock at the doors of the hon. Finance Minister. It is said in the Bible : “You knock the door, and the door will open”. I have been knocking the doors of the hon. Finance Minister for the last two years and I do not know how many times I shall have to do so. But I feel a bigger knock is coming from the Business Men’s Conference, and if my knock is not going to make the Government open the door, probably, the collective will of the business community of Hyderabad, to which we all have our support in the interest of common man in the interests of avoiding corruption, in the interests of more facilities and efficiency, in the interests of collection of more finances—I hope the hon. Finance Minister will think over the matter once more and bring a comprehensive legislation before the House.

With these words I close my speech on the First Reading of the Bill.

श्री. वि. के. कोरटकर :—स्पीकर सर, जो अंतराजात अभी अठाये गये हैं उन सब के जवाबात में जिस बिल को पेश करते वक्त पहले ही दे चुका हूँ। अंक यह बात शहीमद से कही गयी है की सेल्स टैक्स पूरी तौरपर सिंगल पॉइंट किया जाना चाहिये। जिसके बारे में मैंने पहले ही कहा कि जो टैक्स सिंगल पॉइंट किया जा रहा है वह सिर्फ अंडमिनिस्ट्रेटिव्ह सहायता को देखते हुये किया जा रहा है। बंबई और मैसूर की इसके लिये मिसालें दी गयीं हैं। लेकिन बंबई और मैसूर दोनों

जगह टोटली सिंगल पॉइंट (Totally single-point) कहीं भी नहीं है। अभी विरोधी दल के नेता ने जो लिस्ट पढ दी उस हद तक तो सिंगल पॉइंट है लेकिन बाकी बचे हुए सब के लिये वहां भी मल्टि पॉइंट टैक्स है। इसकी लिस्ट बहुत बड़ी है। मतलब यह है कि बंबई और मैसूर में भी बहुत सी चीजों के लिये मल्टिपॉइंट सेल्स टैक्स है।

यह भी अंतराज किया गया कि सेल्स टैक्स में थोड़े थोड़े करके रोज अंक प्रस्ताव आता है, यह कैसा मामला है? मैं इसके बारे में जितना ही कह सकता हूं कि असे ही आता रहेगा, और यहीं पर ऐसा नहीं आता रहा है बल्कि सब स्टेट्स के लेजिस्लेशन्स को देखा जाय तो वहां पर भी हर असेंबली के वक्त दो चार तरमीमात तजरूबे से होते रहे हैं और होते रहेंगे।

यह भी कहा गया कि बहुत करप्शन बढ रहा है। यह तो बहुत वक्त कहा जाता है लेकिन सिंगल पॉइंट सेल्स टैक्स करने से करप्शन कैसे कम होगा और मल्टि पॉइंट करने से कैसे बढ जायगा यह मेरी समझ में नहीं आता। यह मेरी समझ में अगर आ जाय तो जैसे विरोधी दल के नेताओं ने कहा, उनको मेरे दरवाजे पर फिर खिटखिटाना नहीं पडेगा।

यह कहा गया कि मर्चेंट्स दो बुक्स रखते हैं और सेल्स टैक्स छिपाने की कोशिश करते हैं। यह बिल्कुल सही हो सकता है। लेकिन सिंगल पॉइंट सेल्स टैक्स करने से दो अकाउंट बुक्स नहीं रखे जायेंगे इसकी क्या गारंटी है? मैंने इस चीज को बार बार हाथुस के सामने रखा है कि सिंगल पॉइंट में दो अकाउंट बनने के बाद जहां अंक वक्त टैक्स खो गया तो वह हमेशा के लिये गवर्नमेंट के लिये खो जाता है। लेकिन मल्टी पॉइंट में वह अंक जगह खो गया तो दूसरी जगह मिलता है। इसके बारे में मैं अपनी हद तक तो मुत्तमयीन हूं।

मर्चेंट्स मेरे पास इससे पहले आ चुके हैं। आपने नोटिस दी कि फिर भी आयेंगे। बल्कि मैं आपसे बताऊंगा कि मर्चेंट्स ने मुझे नोटिस नहीं दी है लेकिन मैं खुद उनसे यह कह चुका हूं की वे चाहे जब मेरे पास आ सकते हैं, और वे अपने विचारों से मुझे परिचित करा सकते हैं। वे मुझ से पूछते हैं कि सिंगल पॉइंट क्यों नहीं रखते? मैं बताता हूं कि मल्टिपॉइंट में आप कोजी चालाकी नहीं कर सकते। मर्चेंट्स मेरे साथ बडे खुले दिल से बातें करते हैं और वे खुद बताते हैं कि वे किस तरह से चालाकी करते हैं। मर्चेंट्स की अंक बडी अजीब शकल रहती है। कभी तरह के मर्चेंट्स होते हैं, कोजी होलसेल होते हैं, कोजी रिटेल होते हैं, कोजी कपडे के होते हैं और कोजी और किसी के होते हैं। अंक असूल अंक के लिये लगाया जाय तो उससे दूसरे को मुश्किल होती है। जब उनसे बातचीत होती है तो यह उसकी चालाकी बताता है और वह इसकी चालाकी बताता है। उसके बाद मैंने पूछा कि आप मेरे पास अंक सर्वसम्मत स्कीम दें। तो उसमें वे अभी सफल नहीं हुवे हैं। आप यह मत समझिये कि मर्चेंट्स मेरे पास आ चुके हैं। तीन महीने से मैंने उनसे पूछ रहा हूं लेकिन कोजी स्कीम अब तक नहीं आजी। जिन चीजों के बारे में शुबहा रहता है उनको मल्टि पॉइंट में रखना पडता है। मैं मानता हूं कि सिंगल पॉइंट में अंतजाम की दृष्टि से ज्यादा सहूलत है। अंक आनरेबल सदस्य ने कहा कि यह डेफिसीट बजट भरने के लिये किया जा रहा है लेकिन जिसमें बजट भरने का सवाल नहीं है। मल्टिपॉइंट रखने से सेल्स टैक्स दो जगह मिलता था लेकिन जहां हमने देखा कि अंक जगह रखने से भी अतना ही टैक्स मिलता है वहां अंक जगह किया गया है। जिसमें कोजी शक नहीं कि सिगारेट बहुत बिकने की चीज है। लेकिन जो चीज ज्यादा बिकती है उसी पर टैक्स

लगता है क्योंकि अुसीमें हमको ज्यादा मिल सकता है। चारमिनार सिगरेट के बारे में मैं कहूंगा कि ज्यादा टैक्स लगानेके बावजूद भी वह हैदराबाद में सस्ती रहेगी। लीडर आफ अपोजीशन ने बताया कि इस कंपनी को ३५ लाख रुपये का फायदा हो रहा है और उस फायदे से कुछ हिस्सा लेने के लिये कुछ तरीके भी बतलाये गये लेकिन वह तरीके यहां जमते नहीं। उसमें से कुछ रुपया लेना मेरे हाथ में नहीं है। इसलिये मैं लागू नहीं कर सकता। अगर वह होता तो बराबर लिये बाँर मैं नहीं रहता। अगर प्रोडक्शन टैक्स लगाने के लिये सोचा जाय तो १५ के बजाय ज्यादा से ज्यादा १२५ में कर सकूंगा, लेकिन इससे क्या होनेवाला है? टैक्स का आम असूल है कि जैसे जैसे टैक्स बढ़ता है उसका इन्त्सीडन्स कभी कन्ज्यूमर पर पड़ता है, किसी वक्त प्रोड्यूसर पर पड़ता है और किसी वक्त दोनों पर पड़ता है। यह टैक्स ज्यादा लगाने से मेरा ख्याल है कि इसका इन्त्सीडन्स कंपनी पर पड़ेगा। इसके बारे में मुझे विश्वास है और इसीलिये इसको बढ़ाया गया है। ये तीन चार चीजें मुझे हाबुस के सामने रखनी थीं। मैं अुम्मीद करता हूं कि ये चीजें रखने के बाद मुझे तरमीमात के बारे में ज्यादा बोलने की जरूरत नहीं पड़ेगी। तरमीमात वापस लेली जायेंगी इस अुम्मीद से मैं बैठता हूं लेकिन तरमीमात के वक्त फिर बोलने की जरूरत पड़ेगी तो फिर मुझे अेक दफा बोलना पड़ेगा।

*Mr. Deputy Speaker :* The question is :

“That L. A. Bill No. XXIV of 1954 the Hyderabad General Sales Tax (Amendment) Bill, 1954 be read a first time”.

The motion was adopted.

*Shri V. K. Koratkar :* I beg to move :

“That L. A. Bill No. XXIV of 1954, the Hyderabad General Sales Tax (Amendment) Bill, 1954 be read a second time”.

*Mr. Deputy Speaker :* The question is :

“That L. A. Bill No. XXIV of 1954, the Hyderabad General Sales Tax (Amendment) Bill, 1954 be read a second time”.

The motion was adopted.

*Mr. Deputy Speaker :* Now, we will take up the bill clause by clause.

*Shri Syed Akhtar Hussain (Jangaon) :* I beg to move :

“That in line 5 for ‘one anna’ substitute ‘six pies’.

*Mr. Deputy Speaker* : Amendment moved.

*Shri V. D. Deshpande* : I beg to move :

“Omit lines 3 to 5”.

*Mr. Deputy Speaker* : Amendment moved.

*Shri K. L. Narasimha Rao* (Yellandu-General) : I beg to move :

“That in line 9 for ‘six’ substitute ‘three’.”

*Mr. Deputy Speaker* : Amendment moved.

*Shri K. L. Narasimha Rao* : I beg to move :

“Omit lines 13 to 15”.

*Mr. Deputy Speaker* : Amendment moved.

*Shri B. D. Deshmukh* (Bhokardan-General) : I beg to move :

“That in line 15 for ‘one anna’ substitute ‘nine pies’.”

*Mr. Deputy Speaker* : Amendment moved.

شری سید اختر حسین :- جناب اسپیکر صاحب - بڑی مشکل تو یہ پیش آرہی ہے کہ ہم یہاں سے اگر کوئی بات کہنا چاہتے ہیں تو اس کو سننے سے پہلے ہی ہمارے منسٹر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جواب دے چکے ہیں اس لئے اب اگر کوئی تنقید یا نکتہ چینی یا اعتراض کیا جاتا ہے تو اس کا جواب بھی مجھے یقین ہے یہی ملیگا کہ اس کا جواب پہلے ہی دیا جا چکا ہے - جب ہر بات کا پہلے سے جواب دیا جا چکا ہے تو اس بات کی تکرار اس جانب اشارہ کرتی ہے کہ حکومت اپنی پالیسی کے کچھ اصول پہلے ہی طے کر چکی ہے اور ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی کرنا نہیں چاہتی چاہے اس کے خلاف دلائل کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہوں - بہر حال مجھے اپنی ترمیم کے سلسلہ میں پھر ایک بار پر زور طریقہ سے حکومت سے یہ مطالبہ کرنا ہے کہ سگریٹ پر جو محصول بڑھایا جا رہا ہے اس میں حالات اور وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ کمی کی جائے اور اگر آج حکومت نے اس ترمیم کو منظور کرنے میں پس و پیش کیا تو میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے کہ عام دباؤ کے تحت پھر کوئی ترمیم اسی قسم کی آئے گی جس کے تحت اس بات کو منظور کیا جائے گا - اس لئے بہتر یہی ہے کہ قبل ازیں ایسا قدم اٹھایا جائے جس کے لوگ خواہشمند ہیں - اور اسی منزل پر اس کی تکمیل

ہو جائے۔ سگریٹ کے سلسلہ میں بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ معمولی ٹیکس بڑھایا جا رہا ہے اور اس میں اعتراض کی کیا گنجائش ہے۔ منسٹر صاحب متعلقہ کا یہ خیال ہے کہ جو چیزیں بڑے پیمانے پر استعمال ہوتی ہیں انہیں پر ٹیکس لگانے سے حکومت کو زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن محصول اندازی کی یہ پالیسی جمہوری پالیسی نہیں کہی جا سکتی۔ جمہوری پالیسی کا تقاضہ تو یہ ہونا ہے کہ جو چیزیں عام استعمال کی ہوتی ہیں ان پر کم سے کم ٹیکس لگایا جائے اور ایسی اشیاء جو تعیشات کے طور پر مخصوص طبقوں میں استعمال ہوتی ہیں ان پر زیادہ ٹیکس لگایا جائے۔ لیکن یہاں اس کے برعکس اصول کار فرما ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت اپنی سمجھ بوجھ کس قدر مختلف رکھتی ہے اور کس طرح عوام پر زیادہ بوجھ ڈالنا چاہتی ہے۔ ہم یہاں دیکھ رہے ہیں کہ خاص طور پر ایسے سگریٹس پر محصول بڑھا یا جا رہا ہے جن کی قیمت فی پیکٹ دو آنے یا دو آنے سے کم ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ معمولی سگریٹس صرف کسان مزدور درمیانی طبقات یا چھوٹے طبقات استعمال کرتے ہیں۔ آجکل ہمارا ساج جس معافی سنکٹ سے گذر رہا ہے اس کے پیش نظر حکومت کا اولین فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ عوام پر سے دباؤ کم کرے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جو چیزیں عام لوگوں کے استعمال کی ہیں ان پر ٹیکس میں اضافہ کے لئے بار بار قانون میں ترمیمات لائی جاتی ہیں۔ ابھی بتایا گیا ہے کہ میسور میں معمولی سگریٹ پر فی روپیہ تین پائی کے حساب سے ٹیکس لیا جاتا ہے یہاں تین پائی کے بجائے ایک آنہ فی روپیہ ٹیکس رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ محصول چار گنا بڑھا یا جا رہا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں منسٹر صاحب متعلقہ جواب دیتے ہوئے یہ فرمائیں کہ اس طرح ٹیکس بڑھانے میں ایک اخلاقی نکتہ پیش نظر ہے کہ سگریٹ نوشی پر اس طرح پابندی عائد کی جائے اور اس کی روک تھام کی جائے۔ لیکن میں کہوں گا کہ اس موقع پر ان کا یہ فلسفیانہ تخیل لوگوں کو مغالطہ میں نہیں رکھ سکتا۔ ایسے معاملات میں اخلاقی فلسفہ کارگر نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمارے ساج کی بری عادتوں کو آپ روکنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے دوسری تدابیر ہو سکتی ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ سگریٹ نوشی مضر ہو۔ لیکن یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ آیا سگریٹ نوشی مفید ہے یا مضر۔ یہاں تو یہ سوال ہے کہ جو لوگ سگریٹ استعمال کرتے ہیں کیا ان پر اس طرح بوجھ اور دباؤ ڈالنا جائز ہے۔ اور کس حد تک بار ڈالنا چاہئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ چار مینار سگریٹ کا استعمال ریاست کے اندر اور باہر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس محصول کے اضافہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سگریٹ کے استعمال کرنے والے لوگوں پر اس کا بوجھ پڑیگا۔ چار مینار سگریٹ فیکٹری امپیریل ٹوبا کو کمپنی کی ملک ہے جس کا سرمایہ صرف ۱۰ لاکھ روپے ہے۔ اور اس سے سالانہ خالص منافع ۳۰ لاکھ روپے ہوتا ہے۔ اس ٹیکس کے لحاظ سے جہاں تک میرا اندازہ ہے حکومت کو سالانہ ۳۰ لاکھ کی آمدنی ہونے والی ہے۔ اور اگر ٹیکس بڑھا کر ایک آنہ کرنے کے بجائے چھ پائی کریں تو اس سے حکومت کو ۱۰ لاکھ کا گھٹا ہوتا ہے۔ اس گھٹائے کی پابجائی آپ اس آمدنی سے کر سکتے ہیں جو کمپنی کو کافی مقدار میں حاصل ہوتی ہے۔ یہ کہا گیا کہ ایسی کوئی بات منسٹر

صاحب متعلقہ کے بس میں نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی ایک منسٹر کا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ حکومت کی ایک اجتماعی پالیسی کا سوال ہے۔ میں حکومت کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ خود اون کی پارٹی یعنی آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے کچھ عرصہ قبل ایک اکنامک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس نے کچھ سفارشات کی ہیں جن میں ایک سفارش یہ بھی ہے کہ پرافٹ پرسینلنگ ہونی چاہئے۔ اور منافعہ ساڑھے چھ فی صد سے زیادہ نہونا چاہئے۔ جوہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایسی پالیسی رکھنے کے باوجود لاکھوں کروڑوں روپیہ کمانے والی جو کمپنیاں ہیں اور جو اپنے منافعہ کو یہاں سے حاصل کر کے ہمارے دیش سے باہر بھیج دیتی ہیں اس کو جاری رکھا جاتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کا جو سرمایہ لگا ہوا ہے اس کے لحاظ سے اب بھی سالانہ دو سو کروڑ روپیہ سود اور منافعہ کی صورت میں ہمارے دیش سے باہر جاتا ہے۔ اسپرل ٹوبا کو کمبلی سالانہ ۳۰ لاکھ روپیہ کاتی ہے لیکن ایسے منافعوں پر سیلنگ قائم کرنے کے لئے بنیادی طور پر غور نہیں کیا جاتا۔ اس کے برخلاف جز معاش اور نچلے طبقے پر ٹیکس عائد کر کے حکومت روپیہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ حکومت کی یہ پالیسی زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رہ سکتی۔ اس کے خلاف عوام کا بڑھتا ہوا غصہ اس پالیسی کا رخ موڑ دیا۔ آپ بڑے بڑے منافعوں پر محاصل عائد کر کے اپنے بجٹ کے خسارے کو کم کر سکتے ہیں۔ میں حکومت سے پوری قوت کے ساتھ یہ مطالبہ کروں گا کہ حکومت اپنی اس پالیسی پر غور کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری پڑوسی دوسری ریاستوں میں بھی اس طرح کے سخت محاصل نہیں ہیں تو پھر کیوں حکومت حیدرآباد اتنا بڑا اضافہ کر کے یہ بدنامی مول لے رہی ہے۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ اس میں اس کی بدنامی نہیں اور اس سے جمہوریت کو دھکے نہیں پہنچتا تو یہ اور بات ہے۔ لیکن میں پوری دیانت داری۔ ایمانداری اور خلوص کے ساتھ حکومت کو یہ مشورہ دوں گا کہ اگر وہ جمہوریت کی لاج رکھنا چاہتی ہے۔ جمہوری تقاضوں کو پورا کرنا چاہتی ہے تو ہماری جانب سے پیش کی ہوئی ترمیمات کو قبول کر کے یہ ثابت کر دے کہ کوئی اچھی بات خواہ وہ اپوزیشن بنچے سے ہی کیوں نہ آئے اس کو قبول کرنے میں بس و پیش نہ کیا جائیگا۔

\***شری. وھی. ڈی. دیشپانڈے:**—**اوپاध्यक्ष महोदय,** जिस शिद्दत के साथ अभी अेक मेंबर ने अपनी तकरीर की अतुनी शिद्दत के साथ तो मैं तकरीर नहीं करनेवाला हूं। पुझे ताज्जुब यह होता है कि फायनान्स डिपार्टमेंट से यह सिगल पॉइंट करने के लिये अर्मेंडमेंट आया है। जब कभी मैं फायनान्स डिपार्टमेंट या सेक्रेटरियट में गया हूं तब मैंने देखा है कि वहां पर चारों तरफ घुवा ही घुवा होता है। मैं गिनिस्टर साहब के चेंबर का जिक्र तो नही कर रहा हूं लेकिन सेक्रेटरियट में सब तरफ सिगारेट का घुवा दीखता है। इस लिये कम से कम सिगारेट की हदतक तो भी जिस तरह की अर्मेंडमेंट आयोगी अैसी मेरी तबक्कू नही थी। मैंने सिर्फ काम्प्रोमाजिज के तौर पर यह रखा है कि जो अर्मेंडमेंट लायी जा रही है ट्रेजरि बेचंस की तरफ से अुसे न लाया जाय। अगर आप पहली जो अर्मेंडमेंट श्री. अखतर हसन साहब की हैं अुमें यदि मंजूर नहीं कर सकते हैं तो कम से कम मैं कहना चाहता हूं कि आज जो स्टेटस्को है अुसे तो भी बेसा ही



रखा जाय क्योंकि आप लोग तो स्टेटस्को मॉटेन करने के आदि हैं और हर बात में स्टेटस्को ही रखना चाहते भी हैं। तो जिसमें भी स्टेटस्को रखें तो मुनासिब होगा।

श्री. रतनलाल कोटेश :—अब आप भी स्टेटस्को के आदी हो रहे हैं ऐसा दोख रहा है।

श्री. व्ही. डी. देशपांडे :—वह तो आपके कारनामों से दीखता है की कौन स्टेटस्को के आदी हैं, हम या आप। खैर यह कहा गया कि सिगरेट पर ३ पाजी टॅक्स रखा गया है और वह तीन या चार पाँजिट पर भी मिल सकता है। लेकिन हमारे यहां शकर बाहरसे कम आती है जिस लिये इसे सिंगल पाँजिट बनाना मुनासिब होगा। यहां जो १ रुपये के पीछे अंक आना बनाने के लिये कहा जा रहा है वह मुनासिब नहीं होगा। मैं यह बात यहां पर रखना चाहता हूं कि आम तौर पर जो चीजें अिस्तेमाल की जाती हैं उनके ऊपर यदि टॅक्स बढ़ाया जाता है तो जो चीजें सस्ती होती हैं वे ज्यादा बिकती हैं लेकिन टॅक्स बढ़ाने पर यदी वह चीज ज्यादा मंहंगी होगी तो लोग उसे कम अिस्तेमाल करने लगते हैं और आखीर में जाकर टॅक्स भी कम वसूल होता है। यह कहा जाता है कि जो चीजें सस्ती रहती हैं और जिनको लोग ज्यादा अिस्तेमाल करते हैं वे ज्यादा बिकती हैं और अॅप्रिगेट टॅक्स ज्यादा मिलता है। लेकिन यह कहना सही नहीं है जैसा कि मैंने बताया है कि आखीर जाकर वह चीजें मंहंगी होगी और कम बीकेंगी और टॅक्स भी कम ही वसूल होगा। जिस लिये मैं हुकूमत से कहना चाहता हूं कि आप जो टॅक्स १ आना करना चाहते हैं वह ठीक नहीं होगा। जिस लिये यदि आप ९ पाजी की जो तरमीम लाजी है उसे यदी कबूल नहीं कर सकते हैं तो कम में कम आज जो हालत है वैसा ही स्टेटस्को रहने दीजिये ऐसी मेरी प्रार्थना है।

कंपनीज के बारे में भी ऑनरेबल मॅबर ने अपनी तकरीर में कहा था उससे भी मैं मुत्तफिक हूं। जो कंपनीज आज अिडस्ट्रीज चला रही हैं और काफी मुनाफा हासिल कर रहे हैं उस मुनाफे पर भी कुछ रोक लगनी चाहिये। जो अिडस्ट्रीज यहां से मुनाफा कमाकर भेजती हैं उन पर यह पाबंदो होनी चाहिये कि जो मुनाफा वे कमाते हैं उसे यहां पर ही अिडस्ट्रीज में अिनवेस्ट करना चाहिये। उनको अपना जो प्रॉफिट है उसे बाहर लेजाने की अिजाजत नहीं देनी चाहिये। हमारे यहां जो स्टेट का अिडस्ट्रीज का फंड है उसमें अगर उनसे कुछ रकम ली जाती है और सरमाया यहां पर लगाया जाय ऐसे यदि उनपर कयुद लागाये जाते हैं तो यह जो १ आना टॅक्स बढ़ाने के लिये कहा जा रहा है उसकी जरूरत नहीं होगी। आज जो यहां कंपनीज हैं उन्हें जो मुनाफा होता है वह २२० परसेंट से भी ज्यादा हो रहा है। यदी वे लोग कॉस्ट प्रॉडक्शन हैं उसे कम करते हैं और फिर सिगरेट यदि ज्यादा सस्ती करते हैं तो फिर वैसी हालत में १ रुपये के पीछे १ आना सेल्स टॅक्स करने में हमें कोअी अुजुर नहीं हो सकता है।

जैसा अेक ऑनरेबल मेंबर ने अभी कहा था कि आपकी अे. आय. सी. सी. में जो मसला आया था और तय हुआ था उसपर तो आपको अनल करना चाहिये और जो प्राफिट्स होते हैं उनपर कोअी सिंलिंग लगाने की बहुत जरूरत है। जो प्राफिट्स होते हैं उनपर जरूर कुछ न कुछ सिंलिंग लगानी चाहिये ताकी सरकार को कुछ ज्यादा रकम डिस्ट्रीज आदी निकालने के लिये मिल सकें। असलिये मेरी यह दरखास्त है कि ऑनरेबल फायनान्स मिनिस्टर साहब मरकज के फायनान्स मिनिस्टर साहब से असके बारे में फिर अेक मर्तबा मिलें और उनसे असके बारे में सलाहमशवरीरा लें तो अच्छा होगा। मैंने सुना है कि अभी अभी हमारे फायनान्स मिनिस्टर साहब देहली गये थे, मैंने यह आज के अखबार में पढा है, तब अुन्होंने वहां से कर्जेजात के बारे में काफी माफी लाई। और कर्जे माफ कर के १५,२० करोडका फायदा हासिल किया है। कर्जे कम करने के मुतालिक जिस तरह वहां जाकर वे यशस्वी हो कर आये हैं वैसे ही अस केस में भी वे फायनान्स मिनिस्टर ऑफ अिडीया से असके बारे में कह सकते हैं।

यदि वे उस तरमीम को नही मान सकते तो कम से कम मेरी जो स्टेटस्को मॉटेन करने की तरमीम है वह तो मानने में कोअी अुजर नही होना चाहिये। और जो तरमीम सिगरेटके बारे में अुन्होंने लाअी है उसे वे वापस लेंगे अैसी में अुमीद करता हूं।

శ్రీ కొ. యల్. నరసింహారావు : మిస్టర్ స్పీకర్, సర్, ఈ రెండు క్లాజులో నావి రెండు సవరణలున్నాయి. అవి పంచదారకు సంబంధించినవి. సిగరెట్ల వ్యవహారం నడుస్తావుదనుకోండి. సిగరెట్ ఎట్లాగైతే సాధారణ ప్రజకు సంబంధించినటువంటిదో, అట్లాగే పంచదారకూడా సాధారణ పౌరునియొక్క నిత్యావసర వస్తువులలో ఒకటి. అనేక సందర్భాలలో సాధారణ పౌరుడు పంచదారను వాడటం వుంది. ఇవాళ మన దేశంలోని ఆరోగ్య పరిస్థితులను బట్టి చూచినప్పుడు జబ్బులలో వున్న వ్యక్తి బెల్లెమునకు బదులు పంచదారను వాడితే, అది తగ్గ కపోయినా జబ్బు పెరుగుట లోని తీవ్రతను అరిగట్టుటకు తోడ్పడుతుందని డాక్టర్లు సలహా యిస్తున్నారు. ఈ రోజులలో ప్రతి ఇంట్లోను ఒక్కో యిద్దరో రోగులు దారుకుతారు. వాళ్ళకు మందు యిచ్చే పరిస్థితి ప్రభుత్వానికి లేదు. బడ్జెటు డెఫిసిట్ లో వుందని చెబుతారు. మందు ఇవ్వక పోతే పోయి. పంచదారవాడితే రోగము పెరగదని అంటున్నప్పుడు, దానినికూడా సామాన్య ప్రజానీకానికి అందుబాటులో లేకుండా చేయడం జరుగుతోంది. ఇంతకు ముందు సిగరెట్లు విషయంలో మాట్లాడుతూ ఒక ఆనరబుల్ మెంబరు చెప్పినట్లు సాధారణ పౌరుడు ఏదైతే ఎక్కువ వాడతాడో దానిమీద చాలా తక్కువ పన్ను పడేటట్లు చూడవలసిన బాధ్యత, ప్రజాస్వామిక ప్రభుత్వంమీద వున్నది. ప్రజాస్వామిక ప్రభుత్వం అనిపించుకోదలచుకుంటే ఆ విధంగా సంచ రించినప్పుడే అది ప్రజాస్వామిక ప్రభుత్వం అని చెప్పుకునే విలుంటుంది. సాధారణ పౌరుడు వాడే వస్తువులమీద ఎక్కువ పన్ను పేస్తాము, ఇక్కడ ఉత్పత్తి జరిగే వస్తువులు ఇతర ప్రాంతాలకుంటే ఇక్కడ తక్కువ ధరకు అమ్ముడు పోతున్నాయి, ఫీల్డింగుంటే ఇక్కడ తక్కువకు అమ్ముడుపోయే పద్ధతి వుంది అని ఇతర ప్రాంతాలలోవున్న ధరలకు ఇక్కడ ధరలకు తేడాచూపించి, మేలు చేస్తున్నట్లు చెబుతున్నారు మంత్రుగారు. అది చాలా అన్యాయమైన విషయం. మన దేశంలో ఎక్కువమంది బీద ప్రజలు. బీద ప్రజానీకం ఏదైతే ఎక్కువవాడతావో, దానిమీద తక్కువ టాక్సు పేయాలి అసలు అటువంటి వస్తువు మీద టాక్సు లేకుండా చేయడం మంచిది. టాక్సు పేయవలసియుంటే

చాతా తక్కువగా వుండేటట్లు చూడటం ప్రజాస్వామిక ప్రభుత్వం నేర్చుకొనవలసిన గుణపాఠం. పెద్ద పెద్ద మొత్తాలు తాభాలు తీసి, సర్వ సౌఖ్యాలు అనుభవిస్తున్నవారిమీద టాక్సువేసే వద్దతి మానద్ద తేదని, దానిని ఆలోచించే అవకాశం తేదని మంత్రిగారు చెప్పటం జరిగింది. ఏ వస్తువు పైతే బీద ప్రజానీకం ఎక్కువగా వాడతారో దానిమీద టాక్సు పెంచడంలో ఏమాత్రం అర్థం తేదు, అదే సమర్థించ దగినదే కాదు. కాబట్టి మంత్రిగారు నా సవరణ ఒప్పుకోవాలని కోరుతున్నాను. టాక్సు ఆరు పాయాలని వుండి, దానిని యింకా పెంచే అధికారం ప్రభుత్వానికి అప్పు గించడం చాతా అన్యాయం. దానికి కూడా సేను సవరణ తీసుకు వచ్చాను. నా సవరణలు మంత్రిగారు అంగీకరించాలని కోరుతున్నాను.

శ్రీ. శోభరావ మాధవరావ వాఘమారే (నిలంగా):—ఆపాఠ్యక్ష మహోదయ, అబీ అబీ జో అమెండమెంట్ అపొజిషన్ కి జానిబ్ సె పేశ కియే గయే ఓరి అసపర్ జో జొర శొర సె తకరీర్ కి గబీ అసకే నెసబత్ మే యహ్ అర్జ్ కరనా చాహ్తా హ్ం కి సిగరెట్ కే అలావా ద్వసరే కిసీ చీజొపర్ టేక్స్ బడాయా జాతా తో ఆపకా అేతరాజ్ కరనా ఠీక థా ఓరి మే అసే సమజ్జ్ సకతా థా । లెకిన్ సిగరెట్ జేసే చీజ్ పర్ టేక్స్ బడానె కే విరోధ్ మే ఆపనె జెస్ శిహత్ సె టేక్స్ బడానె కే బారే మేం కహా అసే దెఖ్ కర్ ముజ్జె ఆశ్చర్య్ హొతా హే । యహ్ దలీల్ పేశ్ కి గబీ కి యహ్ అేక అేసీ చీజ్ హే కి గరీబ్ బీ అిసే ఇస్తేమాల్ కరతా హే ఇస్ లియే ఇస్ పర్ యదీ టేక్స్ బడాయా జాయ్ తో గరీబ్ లొగ్ అిసే ఇస్తేమాల్ నహీం కర్ సకేగే ।

మేం హాఅస కే సామనె యహ్ దరఖాస్త్ కరనా చాహ్తా హ్ం కి యహ్ జొ చీజే హే వహ్ సెహత్ కే లియే ముజీర్ హే ఓరి హర్ మజ్హబ్ మేం బీ యహ్ చీజే ముజీర్ హీ మానీ గబీ హే । ఓరి ఆజ్ బీ యహ్ తమామ్ నశీలీ చీజే సెహత్ కే లియే బహుత్ ఖరాబ్ హే అేసా సాబిత్ హువా హే । యహ్ దెఖా జా రహా హే కి అేసీ జొ నశీలీ చీజే హే అునకా ఇస్తేమాల్ కరనె కే లొగ్ జ్యాదా ఆదీ హొతే జా రహే హే । ఓరి జ్యాదా తర్ ఇస్కా అసర్ శాహరొం మేం హీ దెఖా గయా హే । మేంబరో నె అపనీ అపనీ తకరీర్ మేం కహా కి జ్యాదా తర్ ఆమ్ లొగ్ ఆజ్ సిగరెట్ కి ఇస్తేమాల్ కరతే హే ఇస్ లియే ఇస్కే అపర్ టేక్స్ న బడాయా జాయ్ ।

మేం తో చాహ్తా హ్ం కి అేసీ నశీలీ చీజొం పర్ జ్యాదా సె జ్యాదా టేక్స్ బడాయా జాయ్ క్యొంకి యహ్ సెహత్ కే లియే బహుత్ ఖరాబ్ హే ఓరి సెహత్ పర్ ఇస్కా అసర్ బహుత్ ముజీర్ హొతా హే । ఇస్ పర్ యదీ జ్యాదా సె జ్యాదా టేక్స్ లగాయా జాయ్ తో ఠీక్ హొగా తాకి అునకీ కిమతేం ఇతనె బడేం కి యే లొగ్ ఇన్ చీజొం కి ఇస్తేమాల్ కరతా హీ ఓడొడే । ఇస్ తరహ్ సె హీ హమ్ అున్హేం జ్యాదా సె జ్యాదా ఫాయదా పఠ్ఠుచా సకేగే । యహ్ తో కి అీ నహీం కహ్ సకతా హే కి నశీలీ చీజొం జొ సెహత్ కే లియే జ్యాదా ఖరాబ్ హే ఫిర్ బీ జ్యాదా లొగ్ అుసకో ఇస్తేమాల్ కరతే హే ఇస్ లియే అుసపర్ టేక్స్ న బడాయా జాయ్ ।

అగర్ కి అీ గరీబ్ ఆదమీ సిగరెట్ యా శరాబ్ పీతా హే ఓరి కహా జాతా హే కి యహ్ జర్రూ చీజే హే తో ఇస్కా కి అీ జబాబ్ దెనెకీ జర్రూత్ తహీం హే క్యొం కి యహ్ ముసల్లెమా ఖరాబ్ చీజ్ హే । స్వాస్థ్య కే లియే సిగరెట్ పీనే కి కి అీ జర్రూత్ నహీం హే అగర్ హమ్ శరీర్ శాస్త్ర్ కి దృష్టి సె బీ దెఖేం ఓరి కిసీ డాక్టర్ కి బీ ఇస్ పర్ రాయ్ లీ జాయ్ తో వే బీ బతాయేగే కి జొ లొగ్ అేసీ నశీలీ చీజొం కి ఇస్తేమాల్ కరతే హే అునకీ సెహత్ పర్ బహుత్ బూర్ అసర్ పడెగా ఓరి ఇస్ పర్ కి అీ అలగ్ అలగ్ రాయ్ నహీం హొ సకతీ హే । ఇస్ లియే కి అీ బూర్ ఆదత్ కి కమ్ కరనె కే లియే ఓరి అుససె అున్హేం బచానె కే లియే అేసీ చీజొం పర్

ज्यादा से ज्यादा टॅक्स रखना चाहिये ताकि गरीब लोग जिसका बिस्तेमाल ही न कर सकें। और जिससे जो पैसा बचेगा उससे वे अपने बच्चों के लिये दूध या और कोअी जरूरत की चीजें खुद के लिये भी ले सकते हैं।

यह कहा गया कि आम लोग इसे बिस्तेमाल करते हैं लेकिन मैं कहूंगा यह कहना सही नहीं है। मैं कहना चाहता हूं कि आमतौर पर सिगरेट का ज्यादा बिस्तेमाल शहरों में ही होता है। और शहर के लोग ही अपने ज्यादा तर पैसे इस पर खर्च करते हैं। देहातों के अंदर तो ज्यादा तर बीडी जैसी सस्ती चीजों को बिस्तेमाल किया जाता है। और यहां पर टॅक्स सिर्फ सिगरेट की हदतक ही बढ़ाने के लिये कहा जा रहा है। जिस से गरीब लोगों का ज्यादा नुकसान नहीं होनेवाला है क्योंकि बिडी पर कोअी ज्यादा टॅक्स नहीं लगाया जा रहा है। ये लोग यदी सिगरेट पीना ही छोड दे तो उनका ज्यादा फायदा होनेवाला है।

जिस लिये मैं ऑनरेबल मॅम्बर्स से यह दरखास्त करता हूं कि सिगरेट की हदतक जो अमेंडमेंट लायी गयी है कम से कम उसे तो वे मंजूर करलें और अन्होंने जो अमेंडमेंट लायी है उसे वे वापस लें। अतना कहते हुये मैं अपना भाषण खतम करता हूं।

شری عبد الرحمن ( ملک پیٹھ ) :— مسٹر اسپیکر - میں حکومت کی اس تجویز کا یقیناً خیر مقدم کرتا بشرطیکہ وہ اس نقطہ نظر سے ہوتی جیسا کہ اوس طرف سے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ وہ مذہبی نقطہ نظر سے بھی ممنوع ہے اور صحت کے اصولوں کے مد نظر بھی مفید نہیں ہے۔ اگر حکومت اون اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ٹیکس عائد کرنا چاہتی تو یقیناً وہ قابل خیر مقدم ہوتا۔ لیکن یہاں یہ بات نہیں ہے۔ اگر مذہبی احکام کے لحاظ سے یا اوسکے مضر اثرات کے پیش نظر ٹیکس لگایا جا رہا ہے تو میں کہوں گا کہ ہائی یا ایک آنہ ٹیکس نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ ٹیکس عائد کیا جانا چاہئے تھا۔ اتنا ٹیکس کہ جسکی وجہ سے کوئی شخص خریدنے کی جرات نہ کر سکے۔ اگر ایسا ہوتا تو یقیناً سمجھا جاسکتا تھا کہ شائد مذہبی احکام یا حفظان صحت کے نقطہ نظر سے ٹیکس کو بڑھا کر پابندی عائد کرنا مقصود تھا لیکن یہاں اس نیت کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔ مجھے ابھی معلوم ہوا کہ ہائی کی بجائے ایک آنہ جو ٹیکس لگایا جا رہا ہے وہ ایک سرمایہ دارانہ سازش کا نتیجہ ہے۔ وہ یہ کہ یہاں ایک فیکٹری ایجنٹ اور ایلورہ سگریٹ کی قائم ہوئی ہے اونہیں چند سہولتیں پہنچانا مقصود ہے۔ کیونکہ ایجنٹ ایلورہ سگریٹ فیکٹری کے مالکین سرمایہ دار ہیں اور اون سے برسر اقتدار پارٹی کے تعلقات وابستہ ہیں۔ اون کے مفادات کی حفاظت کے لئے یہ ترمیم پیش کی گئی۔ اون کا سگریٹ باوجود اسکے کہ ایک آنہ فی ڈبی کے حساب سے بیچا جاتا ہے لیکن لوگ اوسکے عادی نہیں ہیں چار مینار سگریٹ یا دوسرے سگریٹس کے عادی ہیں اور وہی پیتے ہیں۔ ان کمپنیوں کے مالکان کو تشویش ہوئی انہوں نے اپنے ساتھیوں سے جو ہمیشہ اونکی مدد کرتے ہیں کہا کہ ہماری تجارت کو فروغ دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ چار مینار سگریٹ یا دوسرے سگریٹ جسکو ہر شخص اس وقت آسانی

سے خرید سکتا ہے اگر اون پر ٹیکس لگ جائے تو لازماً لوگ کم قیمت کا یعنی ہمارا سگریٹ خریدینگے۔ اس طرح اون کو منافع مل سکیگا۔ چنانچہ اون کے ایسے مفادات کی تکمیل کے لئے ہی ہمارے منسٹر صاحب نے اسکو ترمیم کی صورت میں اسمبلی میں پیش کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تین پائی کے اضافہ سے کچھ ہونے والا نہیں۔ لیکن جو چھوٹے چھوٹے لوگ ہیں مثلاً رکشازاں اور اہلکار وغیرہ اون کی جیب سے یہ پیسے خرچ ہونگے۔ اصل سوال تین پائی کا نہیں اگرچہ کہ تین پائی بچانے کی ذہنیت پیدا ہو باقی تو اچھا ہوتا لیکن سوال یہ ہے کہ ایجنٹ اور ایلورہ کے سرمایہ داروں کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے مفادات حاصلہ کے تحت یہ سازش کی گئی ہے۔

شری شेषراو ماہووارا واہسارے:—بیسکا سووت کیا ہے؟

شری عبد الرحمن:—اس کا ثبوت خود یہ ترمیم ہے۔ اس مختصر بیان کے بعد اوس ترمیم کی جو میرے ساتھی شری اختر سین نے پیش کی ہے تائید کرتے ہوئے تقریر ختم کرتا ہوں۔

*Shri B. D. Deshmukh* : Rose in his seat.

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:—کیا آپ اس کے متعلق تقریر کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں؟

*Shri V. K. Koratkar* : The hon. Member was not present in the House then.

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ:—ہر امینڈمنٹ جو پیش کی جاتی ہے اوسکے پیچھے کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:—اور کیا آرگيومنٹس (Arguments) پیش کئے جانے والے ہیں؟

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ:—ہاؤز کے سامنے مختلف امینڈمنٹس آئی ہیں ان کا منشاء یہ نہیں کہ ایک ممبر اپنے خیالات ظاہر کر دیں تو دوسرے ممبر جن کی امینڈمنٹ ہے وہ اپنی امینڈمنٹ کے متعلق تائیدی خیالات ہاؤز کے سامنے نہ رکھیں۔ . . .

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:—میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ جب آپ خود اپنی امینڈمنٹ پر کہنا نہیں چاہتے تو اس کے کیا معنی ہیں۔

*Shri B. D. Deshmukh* : I was under the impressin that other Member will rise to speak.

*Mr. Deputy Speaker* : The hon. Member has moved an amendment and he should rise in time if he wants to speak.

*Shri Ch. Venkatrama Rao* : Other Members who want to speak may also rise in their seats.

Mr. Deputy Speaker : Yes, I know that.

\* شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :— اپنی ترمیم کے بارے میں ہاؤز کے سامنے میں چند خیالات رکھنا چاہتا ہوں۔ اب تک جو مباحث ہوئے ہیں وہ صرف میاجس اور سگریٹ کے بارے میں ہوئے ہیں۔ میں نے جو ترمیم پیش کی ہے وہ اس دفعہ کی سطر (۱۵) میں شکر کے بارے میں ہے۔ اس کے متعلق حکومت یہ حق حاصل کرنا چاہتی ہے کہ بعد میں وہ چاہے تو اس ٹیکس میں اضافہ کرسکے۔ میں چاہتا ہوں کہ حکومت کو یہ حق نہ دیا جائے۔ ایس اینڈ آجیکٹس (Aims & Objects) میں حکومت نے صاف طور پر یہ رکھا ہے کہ شکر کے بارے میں تین پائی کا جو عام طور پر ٹیکس ہے اوسکو بڑھا کر چھ پائی کیا جائیگا۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ترمیم بجائے تین پائی کے سنگل پائٹ چھ پائی کرنے کی ہے وہ برقرار رکھی جائے لیکن اس کے ساتھ جو پراویزو (Proviso) اضافہ کیا گیا ہے اوسکی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے ابتدائی تقریر کے وقت کہا تھا ہمارے پاس شکر کا استعمال گہوارہ کے بجے سے لیکر مرنے والا بوڑھا تک کرتا ہے۔ اس لئے اس پر ٹیکس کی وجہ سے ہر شخص کو اس کے استعمال میں دشواری ہو جائیگی۔ ہمارے پاس جو بودھن شوگر فیکٹری ہے اوسکے تقریباً (۹۹) فیصد حصص حکومت کے ہیں۔ اس میں جو کیپٹل انوسٹ (Capital invest) کیا گیا ہے اوس کا پرافٹ (Profit) پرائیویٹ کیپٹلسٹوں کو نہیں ملیگا بلکہ اس میں زیادہ منافع ہو تو وہ گورنمنٹ کو ملیگا۔ اگر شکر پر ٹیکس کم رہیگا تو نہ صرف حیدرآباد میں بلکہ باہر کے پراونس میں بھی یہ بھیجی جاسکے گی۔ اگر ہم قیمت زیادہ رکھیں تو وہ باہر نہیں جاسکیگی اور نہ انڈسٹری ترقی کرسکیگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ شکر کی حد تک حکومت نے تین پائی کی بجائے جو چھ پائی ٹیکس عائد کیا ہے وہ آخری حد ہو سکتی ہے۔ اس سے بڑھا کر بارہ پائی تک ٹیکس لگانے کا اختیار حکومت کو نہیں دینا چاہئے۔ اگر وہ ایسا چاہتے تھے تو خود بل میں چھ پائی کی بجائے بارہ پائی رکھ سکتے تھے۔ ایک طرف تو آہستہ سے تین پائی کی بجائے چھ پائی کر رہے ہیں اور دوسری طرف اوس میں مزید اضافہ کا حق بھی محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ اس قسم کا حق حکومت کو دینا مناسب نہیں۔ اس سے یہ انڈسٹری جو ایک نیشنل انڈسٹری (National Industry) ہے زیادہ ترقی نہ کرسکے گی۔ اور اس کا پروڈیوس مارکٹ میں پھیل نہ سکے گا۔ چھ پائی کی جو ترمیم پیش کی گئی ہے اوس پر ممکن ہے کہ اس ہاؤز کے دوسرے ممبروں کو اختلاف ہو سکتا ہو لیکن میری جو ترمیم ہے وہ موزوں ہے۔

श्री. वि. के. कोरटकर :—स्पीकर सर, मेरे बारे में पहले ही कहा गया था कि जितने भी पार्लियामेंटियर्स गये हैं उनके लिये मैं कह दूंगा कि उनका जवाब मैं पहले ही दे चुका हूँ। जिसमें कोई शक नहीं कि यह मैं कह सकता था लेकिन अभी भी जितना ही कहता हूँ कि उनमें से कभी पार्लियामेंट का मैं पहले ही जवाब दे चुका हूँ। अलबत्ता जेक पुरलुत्क अंतराज यह बुढाया गया कि अजंदा और

अेलोरा की मदद करने के लिये यह टैक्स लगाया गया है। यह बात मेरी समझ में नहीं आती। या यों कहिये कि अनुकी युक्ती पर मुझे अेक तरह से रहम आया कि आखिर जो चीज हमें भी मालूम नहीं थी वह आपको कैसे मालूम हो गयी। अगर चार मिनार सिगरेट दो आने में बिकती है और अजंटा अेक आने में तो दोनों की कीमतोंमें जिस टैक्स की वजह से अेक ही परसेंटेज बढेगा। चार-मिनार महंगी होगी तो अजंटा भी उसी अनुपात में महंगी होगी। लेकिन यह तो मैंने जिस अैक्ट में कहीं नहीं लिखवाया है कि यह टैक्स सिर्फ चारमिनार पर लगाया जाय और अजंटा या अेलोरा की कोअी खास कीमत कर दी जाय। जिस तरह का आग्र्यूमेंट आखिर कहां से निकला यह मेरी समझ में नहीं आता। खैर, थोडी देर के लिये मान लिया कि हमने अजंटा और अेलोरा की मदद के लिये यह किया है लेकिन मैं आपसे यह पूछना चाहता हूं कि आप इम्पीरियल टोबैको कंपनी जो कि इंग्लंड या अमेरिका से आती है उसकी मदद करने क्यों जा रहे हैं? खैर जिस बात को जाने दीजिये। सिर्फ अेक दलील के लिहाज से मैं इसकी तरफ देखता हूं और इसको यहीं पर छोड देता हूं।

अेक बात कही गयी कि टैक्सेशन का असूल अैसा होना चाहिये कि लक्जरीज पर ज्यादा टैक्स हो और जरूरत की चीजों पर कम हो। मैं जानता हूं कि सेल्स टैक्स का असूल ही यह है। जिसके साथ जो तीन लिस्ट्स हैं उनको आप देखेंगे तो उसमें भी आप यही असूल पायेंगे। किसी चीज को उसमें से अेक्जेम्प्ट किया है, किसी पर कम टैक्स है, किसी पर ज्यादा है, किसी पर अेक्स्ट्रा है, इसी असूल पर सारा सेल्स टैक्स अैक्ट बना हुआ है। यह कोअी नया असूल नहीं है। सवाल सिर्फ यह है कि सिगरेट पर तीन पाअी टैक्स बढाया जा सकता है या नहीं। जिस पर अेक अजीब बात कही गयी जोकि मैं भी कभी सोंच नहीं सका और वह यह थी कि तीन पाअी टैक्स बढाने के बाद गवर्नमेंट को सालाना ३० लाख की आमदनी हो जायगी। जिसमें अतिशयोक्ती ज्यादा नहीं हुअी है। विरोधी दल की जानिब से जितनी आम तौर पर की जाती है उतनी ही है और वह अतिशयोक्ती सिर्फ दस गुना है। मैंने जो हिसाब लगाया उसके मुताबिक गवर्नमेंट को करीब तीन लाख रुपये की आमदनी होगी। लेकिन मुखालिफीन की तरफ से कहा गया कि जिससे दस गुना होगी। यानी जिस पर से आयंदा के लिये मेरे लिये अेक मिसाल हो गयी कि मैं अनुकी अतिशयोक्ती को समझकर किस तरह से चीजों को नापता जाऊं।

شری سید اختر حسین:— تین پائی کے اضافہ سے نہیں بلکہ ٹوٹل ٹیکس (Total tax) کی وجہ سے جو آمدنی ہوگی اوس کا اندازہ بتایا گیا ہے۔

श्री. वि. के. कोरटकर:—टोटल ( Total ) होगा तो वह डबल हो जायगा। क्योंकि आज हमें सब सिगरेट्स पर मिला कर बारा या तेरा लाख मिलते हैं। दो आने की सिगरेट पर अेक आना, छः आने से ज्यादा कीमत की सिगरेट पर डेढ आना और आठ आने से ज्यादा कीमती सिगरेट पर २ आने टैक्स लिया जाता है।

जिसके बारे में कहा गया कि चारमिनार फैक्टरी को ३५ लाख का नफा हुआ है उसमें से आप कुछ रुपया क्यों नहीं लेते? लेकिन मैंने यह नहीं कहा कि हम उसके लिये कुछ नहीं कर सकते। मैंने अितना ही कहा था कि यह सेंटर का मामला है। सेंटर जिसमें जो मुनासिब है वह कर रहा है। उसके बारे में आपको बब्राने की जरूरत नहीं है। ३५ लाख में से सारी रकम कंपनी

को नहीं जायेगी। वहां अनिकम टैक्स है, उससे नहीं हुआ तो सुपर टैक्स है। सुपर टैक्स लगा तो ३५ लाख में से करीब २५ लाख रुपये कंपनी को गवर्नमेंट के हवाले करने पड़ेंगे। लेकिन मैं जिस प्रॉफिट पर हाथ नहीं डाल सकता जिसलिये दूसरे तरीके से टैक्स आयद करना पड़ता है जितनी ही बात है।

अन चीजों को अर्ज करने के बाद मैं यह कहना चाहता हूं कि अन तरमीमात में से किसी भी तरमीम को मैं कबूल नहीं कर सकता।

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ:— میری ترمیم کا جواب نہیں ملا۔ شکر کے بارے میں آئندہ ایک آنہ بڑی اضافہ کیا جائیگا۔ اس کے متعلق جواب دیا جائے تو مناسب ہے۔

श्री. वि. के. कोरटकर:—शकर के बारे में कोई टैक्स नहीं बढ़ा है। वसूली का तरीका सिर्फ अलग किया गया है और उसके साथ साथ आगे के लिये गवर्नमेंट अख्तियार मांग रही है कि अगर शकर के भाव में कमीबेशी हो जाय तो गवर्नमेंट को उस वक्त अख्तियार होगा कि वह उसको बढ़ा सकेगी। जिसके बारे में आपको गवर्नमेंट पर अतबार रखना चाहिये कि गवर्नमेंट कुछ करेगी तो नाजायज नहीं करेगी।

*Mr. Deputy Speaker:* The question is :

“That in line 5 for ‘one anna’ substitute, ‘six pies’.”

The motion was negatived.

*Mr. Deputy Speaker:* The question is :

“Omit lines 3 to 5”.

The motion was negatived.

*Mr. Deputy Speaker:* The question is :

“That in line 9 for ‘six’ substitute ‘three’.”

The motion was negatived.

*Mr. Deputy Speaker:* The question is :

“Omit lines 13 to 15”.

The motion was negatived.

*Mr. Deputy Speaker:* The question is :

“That in line 15 for ‘one anna’ substitute ‘nine pies’.”

The motion was negatived.

*Mr. Deputy Speaker:* The question is :

“That clause 2 stand part of the Bill.”



The motion was adopted.

Clause 2 was added to the Bill.

*Mr. Deputy Speaker* : The question is :

“That the Short title, Commencement and Preamble stand part of the Bill.

The motion was adopted.

The Short title, Commencement and Preamble were added to the Bill.

*Shri V. K. Koratkar* : I beg to move :

“That L. A. Bill No. XXIV of 1954, the Hyderabad General Sales Tax (Amendment) Bill 1954, be read a third time and passed”.

*Mr. Deputy Speaker* : Motion moved.

\**Shri V. D. Deshpande* : Mr. Speaker, Sir. The hon. Finance Minister has said that there is corruption everywhere and....

*Shri V. K. Koratkar* : I did not say there is corruption everywhere.

*Shri V. D. Deshpande* : I am sorry. If there is corruption it should be at every point. My first argument was that the corruption can be minimised. If it is multiple-point it will be at so many points, but now it will be at one point only. Secondly, at one particular point, that is where the goods are produced, probably, there it is very difficult to have such sort of corruption as can be had at the district level. We are supposed to expect that the authorities placed higher, probably that is felt by the people, are less attracted to corruption. If that proposition is right, then let us expect that at the production centre, the corruption will be less and thereby we will be minimising corruption, and probably getting more than what we are actually getting through multi point sales tax. Of course, the hon. Finance Minister has said that he asked the industrialists and merchant community to give him proposals. I quite agree with it. The merchant community might have convinced the hon. Finance Minister that they are in a position to suggest methods and means whereby the Act can be so remodelled that in the first place it will be easy to implement, in the second place it will bring more income to our exchequer, thirdly it will avoid corruption and fourthly, it will be safeguarding the interests of the consumers. If those objectives can be fulfilled I think the

Finance Minister should have no hesitation to take up the single point sales tax. At least I will request him on this occasion that it should be possible for him to make it single point to the extent it has been made in Mysore and Bombay. The hon. Finance Minister has said that even there it is not fully a single point system. I agree with him. But even then that devolves a responsibility on him that he should be able at least to make it a single point as it is in Bombay and Mysore. A review of this particular enactment and amending Bill does not convince me that, that point has been reached in Hyderabad. I request the hon. Finance Minister to take up these matters and at least bring it to the line of Mysore and Bombay—wherever it is much better—and give certain immediate relief.

These are the few observations I wanted to make at the time of this Third Reading.

श्री. वि. के. कोरटकर :—स्पीकर सर, तीसरे वाचन के समय जो कुछ कहा गया है उसमें मैं बहुत अस्वलाफ नहीं करता। शक्कर के टैक्स को सिंगल पाइंट किया गया वह जिसलिये कि शकर यहां पर पैदा होती है। जहां तक मैं समझा हूं उनका आर्ग्यूमेंट यह है कि जब कोची चीज किसी मूलक में पैदा की जाती है तो वहां सिंगल पाइंट रखा जाय तो टैक्स सहूलत से बसूल हो सकता है और वहां करप्शन भी कम हो सकेगा। जिस असूल को मैं कबूल करता हूं कि जहां चीज उत्पन्न होती है वहां सिंगल पाइंट रखने से जितना मैं बहुत सुविधा होती है। लेकिन मैं आपको भी इसी तरह से समझा सकता हूं कि जिस असूल को मानते हुये भी बंबयी और मैसूर में जितना सिंगल पाइंट रखा गया है उस हद तक हम नहीं पहुंच सकते क्योंकि वह स्टेट्स ऐसे हैं जहां चीजों की पैदावार बहुत ज्यादा है। किंतु हमारे यहां उत्पादन कम है। असूल की हद तक मुझे अस्वलाफ नहीं है। मैं समझता हूं कि आपके आर्ग्यूमेंट से मेरा मसला बहुत सहूल हो गया है। मैं आशा करता हूं कि आप अब और इसके बाद भी अपने आर्ग्यूमेंट पर टिके रहेंगे कि सिंगल पाइंट उसी के लिये किया जाय जो चीज यहां पर ज्यादा प्रोड्यूस होती है।

*Mr. Deputy Speaker :* The question is :

“That L. A. Bill No. XXIV of 1954, the Hyderabad General Sales Tax (Amendment) Bill, 1954 be read a third time and passed”.

The motion was adopted.

**L. A. Bill No. XXVIII of 1954, The Hyderabad Public Libraries Bill, 1954.**

*The Minister for Local Govt. & Education (Shri Gopal Rao Ekbote) :* I beg to move :

“That L. A. Bill No. XXVIII of 1954, the Hyderabad Public Libraries Bill 1954, be read a First time.”

Mr. Deputy Speaker: Motion moved.

شری گوپال راؤ اکبوتے:— مسٹر اسپیکر سر۔ حیدرآباد پبلک لائبریری بل سنہ ۱۹۵۴ء اگرچہ بظاہر ایک مختصر سا بل نظر آتا ہے لیکن اس کے نتائج بہت مفید اور دور رس ہیں۔ قبل اس کے کہ میں اس بل کے سیلینٹ فیچرس (Salient Features) ہاؤس کے سامنے رکھوں میں حیدرآباد ریاست میں پبلک لائبریری کی حالت پر دو چار جملے کہنا چاہتا ہوں۔ معزز ایوان کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے پاس حیدرآباد میں کئی اقسام کی لائبریریز ہیں۔ ایک آصفیہ اسٹیٹ لائبریری ہے جس کا سالانہ بجٹ ایک لاکھ سے اوپر ہے۔ اس میں ۹۰ ہزار کتابیں ہیں۔ جن میں سے تقریباً ۱۶ ہزار قلمی نسخے ہیں۔ حال ہی میں اس کا ری آرگنائزیشن (Reorganisation) کیا گیا ہے اور لائبریری سائنس کے لحاظ سے اس میں حال ہی میں دو تین چیزیں رائج کی گئی ہیں۔ ایک تو اوپن ایکسس سسٹم (Open access system) ہے یعنی پڑھنے والے اور کتاب کے درمیان کوئی اور شخص یا چیز حائل نہیں ہوتی۔ وہاں لون سسٹم (Loan system) اور بارونٹنگ سسٹم (Borrowing system) بھی نہیں تھا اس کو بھی رائج کیا گیا ہے۔ اور عام طور پر لوگ چندہ دہندہ بن کر وقت واحد میں دو کتابیں لیجا کر گھر پر پڑھ سکیں گے۔

سب سے زیادہ مفید چیز جو حال ہی میں رائج کی گئی ہے وہ انٹر لون سسٹم (Inter loan system) ہے۔ حیدرآباد کے اندر اور باہر بڑی بڑی لائبریریز ہیں۔ وہاں رسی پروکل بیسس (Reciprocal) پر کچھ کتابیں اپنی لائبریری کے لئے لیجا سکتے ہیں اور وہاں کی کچھ کتابیں ہماری لائبریری میں لا سکتے ہیں۔ اس سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہونے والا ہے کہ ہمارے پاس جو ۹۰ ہزار کتابیں آصفیہ اسٹیٹ لائبریری میں ہیں ان سے حیدرآباد اور سکندرآباد کے شہریوں کے علاوہ پوری اسٹیٹ کے لوگ استفادہ کر سکیں گے اور اسی انٹر لون سسٹم پر باہر کی جو لائبریریز ہیں جیسے دہلی کی مشہور دہلی پبلک لائبریری ہے اور مدراس اور بمبئی میں بڑی بڑی لائبریریز ہیں ان سے رسی پروکل بیسس پر کتابیں حاصل کی جا سکیں گی اور دی جا سکیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور اہم اصلاح جو حال ہی میں ہوئی ہے وہ "چلڈرنس سکشن" (Childrens Section) ہے۔ پنڈت نہرو نے حال ہی میں اس سکشن کا اضافہ کیا۔ باغ عام میں بھی اس کا ایک شعبہ کھولا گیا ہے جہاں ۷۰۰ کتابیں ہر گروپ کے لئے الگ الگ ہیں۔ لائبریری سائنس کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ آڈلٹ ایجوکیشن، سوشل ایجوکیشن و وکیشنل اینڈ ٹکنیکل ایجوکیشن ان تمام تعلیمی میدانوں میں اصلاح ہو۔ اس کے لحاظ سے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ ہر شخص کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے تعلیمی سہولتیں مہیا کی جائیں اور تعلیمی معیار بلند ہو۔ چلڈرنس لائبریری جس کا آغاز جنوری ۱۹۵۴ء کو ہوا آصفیہ لائبریری میں اس سکشن کے تحت ۴۰۰ کتابیں ہیں۔ اور یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ یہاں روزانہ ۱۰۰ - ۱۵۰ بچے کتابیں پڑھنے آتے ہیں۔ اسی طرح پبلک گارڈن میں بھی اتنی ہی تعداد آتی ہے۔ آصفیہ اسٹیٹ لائبریری میں روزانہ ۴۰۰ سے ۱۰۰۰ تک لوگ پڑھنے

کے لئے آتے ہیں اور وہاں کے اخبارات - میگزین اور کتابوں سے مستفید ہوتے ہیں ۔ اس طرح یہ کافی وسیع کام ہے اس میں کافی اصلاح کی جا چکی ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس طرح یہ کام مکمل طور پر ہو چکا ہے ۔ جس طرح معزز ایوان کو معلوم ہوگا یونیسکو ( UNESCO ) نے لائبریری پراجیکٹ ( Library Project ) کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور اس کی کافی پبلک لائبریریز کام کر رہی ہیں ۔ جسکی وجہ سے لائبریریز موومنٹ ( Movement ) میں کافی تیزی آچکی ہے اور اس کے نتیجے کے طور پر لوگوں کی مانگیں بھی بڑھ رہی ہیں اور جگہ جگہ ایسی سہولتوں کا مہیا کیا جانا ضروری ہوتا جا رہا ہے ۔ میں نے جن لائبریریز کا ذکر کیا ان کے علاوہ ہماری ریاست میں اور بھی لائبریریز ہیں ۔ ہماری اسٹیٹ کے ۱۳۹ تعلقوں میں ۲۰۰ لائبریریز چل رہی ہیں ۔ یہ کوئی زیادہ تعداد نہیں ہے ۔ لیکن پھر بھی یہاں کی تعلیمی حالت کے مد نظر معقول تعداد کہی جاسکتی ہے ۔ تعلیمات میں لائبریری کی مدد کرنے کے لئے جو رقم دی گئی ہے وہ ۱۶۸۴۴ روپے ہے ۔ اس سے گزشتہ سال ۷۰ لائبریریز کی مدد کی جاسکی اس سال ۱۲۱ لائبریریوں کی مدد ہم کرسکے ۔ ہمارے قواعد کی تحدیدات کے لحاظ سے ہم ۴۰۰ سے اوپر کسی لائبریری کو گرانٹ ان ایڈ ( Grant-in-aid ) نہیں دے سکتے ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہم اتنے لائبریریز ہی کی مدد کرسکے ۔ سوائے چند لائبریریز کے جو شہروں میں چندوں سے یا اور طریقہ پر چلائی جاتی ہیں باقی میں سے اکثر ایسی ہیں جن کے پاس مشکل سے بہت کم کتابیں ہیں جو وہاں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی ہیں ۔ اس کے علاوہ لائبریری کی جیسی عمارت ہونی چاہئے یا جو فرنیچر ہونا چاہئے وہ بھی نہیں رہتا ۔ لائیٹ کے مناسب انتظامات نہیں رہتے ۔ ان کے علاوہ ہمارے پاس جو دو سو لائبریریز ہیں ان میں ایسی کتابیں بھی نہیں ہیں جن کی ضرورت آج ہمارے سماج کو ہے ۔ تمثیل کے طور پر میں یہ کہوں گا کہ آج جاپانی طریقہ کاشت کافی مقبول ہو چکا ہے اور تلنگانہ میں کافی اہمیت حاصل کرچکا ہے ۔ اگر کوئی شخص تلنگانہ کی کسی لائبریری میں جا کر جاپانی طریقہ کاشت پر لٹریچر طلب کرے تو آپ کو یہ سنکر تعجب نہ ہونا چاہئے کہ تلنگانہ کی کسی بھی لائبریری میں اس پر کوئی لٹریچر نہ مل سکے گا ۔ عموماً ہماری لائبریریز میں ناولس یا دل بہلانے والی کتابیں ہوتی ہیں جنہیں لوگ فرصت کا وقت گزارنے کے لئے پڑھتے ہیں ۔ لائبریریز کا تصور گزشتہ زمانہ میں یہی تھا کہ اس سے کتابیں لیکر وقت گزاری کی جائے اس لئے لائیٹ ٹائپ لٹریچر ( Light type literature ) لائبریریز میں ملتا تھا ۔ لیکن آج یہ تصور بدل گیا ہے ۔ آج لائبریریز کی تنظیم ایک سائنس بن چکی ہے ۔ اس پر کافی ریسرچ ہوئے ہیں اور اس کے لحاظ سے حالات اور لوگوں کی ضروریات کے بموجب لائبریریز میں کتابیں ہونی ضروری ہیں ۔ اس لئے ایک بات جو ان واقعات سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اگرچیکہ دو سو کی تعداد میں پبلک لائبریریز ہیں لیکن ان میں سے کافی تعداد کی گورنمنٹ امداد کرتی ہے اور ان کی حالت اتنی اطمینان بخش نہیں ہے

جو کہ ۱۹۵۴ء کے ضروریات کے لحاظ سے ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ سوشل سروس ڈپارٹمنٹ کی اور ( اور ) سے ان مقامات پر جہاں کمیونیٹی پراجکٹس یا نیشنل ایکسٹنشن بلاکس ہیں وہاں لائبریریز چلائے جارہے ہیں۔ ان میں پورے مقامات پر نہیں تو کم از کم کچھ مقامات پر لائبریری کے نام سے ایک تحریک چلائی جا رہی ہے لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں ہے کہ ان لائبریریز کو مالی مشکلات کی وجہ سے یا اور دوسری مشکلات کی وجہ سے اچھی لائبریریز نہیں بنایا جاسکتا اور نہ اس موومنٹ کو ہم لائبریری موومنٹ کہہ سکتے ہیں۔

ان کے علاوہ ہمارے پاس ڈپارٹمنٹل لائبریریز بھی کافی تعداد میں ہیں۔

The House then adjourned for recess till Thirty Five Minutes Past Five of the Clock.

The House reassembled after recess at Thirty Five Minutes Past Five of the Clock.

[Mr. Deputy Speaker in the Chair]

شری گوپال راؤ اکبوتے: — مسٹر اسپیکر سر۔ میں ان دو سو لائبریریز کے بارے میں کہہ رہا تھا جن میں سے اکثر کو گورنمنٹ امداد دیتی ہے اور انکی موجودہ حالت کا ایک مختصر سا خاکہ میں نے معزز ایوان کے سامنے رکھا تھا۔ اسکے علاوہ ہمارے پاس ڈپارٹمنٹل لائبریریز بھی ہیں جو عوام کے لئے کھلی نہیں ہیں لیکن یہ کافی اچھی لائبریریز ہیں مثلاً سکریٹریٹ کی لائبریری یا فنانس کی لائبریری یا آرکیالوجیکل ڈپارٹمنٹ کی لائبریری۔ یہ اچھی خاصی لائبریریز ہیں۔ اب وہ پبلک کے لئے کھلی ہوئی نہیں ہیں لیکن موجودہ ایکٹ کے پاس ہو جانے کے بعد اسکا امکان ہے کہ وہ عوام کے لئے بھی کھول دی جائیگی اور عوام بھی ان سے استفادہ کرسکیں گے۔ اسکے علاوہ ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ کے تحت بھی لائبریریز ہیں ہمارے ڈائریکٹر اگر میں یہ کہوں تو بیجا نہ ہوگا کہ وہ اورنگ آباد کی پبلک لائبریری کے بعد جب سے کہ ڈائریکٹر ہو کر آئے ہیں اس کام کو اچھی طرح پھیلا رہے ہیں۔ وہ ان معنوں میں کہ ریجنل لینگویجس کا میڈیم اختیار کرنے کے بعد تلگو، مرہٹی، کنڑی اور سنسکرت کی کتابیں مدارس میں نہیں تھیں اور بعض مدارس میں تو مطلق نہیں تھیں تو وہاں وہ ایسی کتابیں فراہم کر رہے ہیں۔ جب لینگویج بدل گئی ہے اور ریجنل لینگویجس کو اختیار کیا گیا ہے تو اس لحاظ سے بھی ان کتابوں کا مدارس میں رکھا جانا ضروری ہو گیا تھا۔ چنانچہ گزشتہ دو سال سے یہ موومنٹ شروع کیا گیا ہے اور اب اسکو اور بھی زیادہ موومنٹ (Momentum) حاصل ہو گیا ہے جسکے نتیجہ کے طور پر تقریباً چار لاکھ کتابیں مدارس میں دی گئی ہیں۔ ان میں پرائمری اسکولس، مڈل اسکولس اور ہائی اسکولس شامل ہیں۔ امداد کے لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں تو آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ اتنی قلیل رقم سے اتنے بڑے بڑے لائبریریز بنائے گئے ہیں۔ انکے بنانے کا طریقہ یہ تھا کہ عوام سے ڈونیشنس لئے جائیں۔ بجے اپنے پرنسپل

( Parents ) سے کچھ مانگ کر لائیں۔ اس کے لئے بہ ٹارگٹ ( Target ) رکھا گیا ہے کہ ہر اسکول میں کم از کم ایک ہزار کتابیں ہوں۔ چنانچہ ایک لاکھ ستر ہزار تلگو۔ مرہٹی اور کنڑی کی کتابیں اور پچیس تا تیس ہزار ہندی کی کتابیں ان لائبریریز میں موجود ہیں۔ یہ تعداد اون کتابوں کے علاوہ ہے جو اردو اور پرشین کی پہلے سے مدارس میں ہیں۔ اس لحاظ سے آج میں کہہ سکتا ہوں کہ تمام اسکولس میں بہت بڑے پیمانہ پر نہ سہی لیکن کم از کم ضروریات کو پورا کرنے والے لائبریریز ہیں۔ اسلئے اگر ہم اسکو کچھ اور حرکت دیں اور ان لائبریریز میں جو مدارس میں ہیں کتابوں کی تعداد اور بڑھائی جا کر انکو پبلک کے لئے کھول دیں تو پبلک بھی استفادہ کرسکتی ہے۔ یہ لائبریریز کی حیدرآباد اسٹیٹ میں حالت ہے اور جو سات آٹھ قسم کے لائبریریز میں نے بتلائے ہیں انکا خاکہ بھی آپکے سامنے رکھا ہے۔ یہ انفرادی طور پر اپنی اپنی جگہ کوشش کر رہے ہیں لیکن انکا آپس میں کوآرڈینیشن نہیں ہے یا انکا سسٹم اس حد تک نہیں ہے کہ ایک لائبریری موومنٹ کو آگے بڑھایا جاسکے اس کے لئے کوئی ادارہ قائم نہیں ہے۔ تمثیل کے طور پر میں آپکو بتلاتا ہوں کہ اسکولس کی لائبریریز میں کورس کی کتابیں ہوتی ہیں اور پبلک لائبریریز میں جہاں کوئی احتساب یا کنٹرول نہیں ہوتا انکو پاٹلٹ کرنے والے یا ڈائریکٹ کرنے والے یا سپروائز کرنے والے ادارے آج سائٹیفک ریسرچ کر کے یہ نہیں بتا سکتے کہ کس لائبریری میں کس شعبہ کی کتابیں رکھنا ضروری ہے۔ اگر یہ کام کرنا ہو اور تمام لائبریریز کا کوآرڈینیشن حاصل کرنا ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے لئے ایک مرکزی ادارہ قائم کرنا پڑیگا اور جگہ جگہ پر اسکی شاخیں قائم کرنی ہونگی۔ انکا جو شیرازہ بکھرا ہوا ہے اوسکو ایک جگہ جمع کرنا پڑیگا۔ یہ میں مانتا ہوں کہ آج ہماری مالی حالت ٹھیک نہیں ہے اور اس ایکٹ کے تحت بھی فل فلیڈجڈ ( Full-Fledged ) لائبریریز سال دو سال میں تو بلڈ ( Build ) نہیں ہو جاتیں اور جیسا کہ ایک صاحب نے کہا لائبریری اپنی جگہ پر پڑھنے والے کے لئے ایک یونیورسٹی ہوتی ہے۔ ایک ایسے آدمی کے لئے یونیورسٹی ہوتی ہے جو کسی مدرسہ میں گئے بغیر ایجوکیشن حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا خیال بڑی حد تک صحیح بھی ہے۔ اس لحاظ سے بھی اسکا سیلینٹ فیچر ( Salient feature ) یہ ہونا چاہئے کہ لائبریریز کو آہستہ آہستہ ترقی دیکر جو لائبریریز اس وقت چل رہی ہیں انہیں کوآرڈینیٹ ( Co-ordinate ) کیا جائے اور ان میں بڑی تعداد میں کتابیں مہیا کی جائیں۔ نہ صرف کتابیں بلکہ جمنہ کنٹریبیوٹرز، یعنی اخبارات و رسائل بھی مہیا کئے جائیں تو ظاہر ہے کہ یہ بڑی اچھی چیز ہوگی اور میں نہیں سمجھتا کہ اس بارے میں دو آراء ہو سکتی ہیں۔ اگرچہ کہ بعض ترمیمات آنریبل ممبرس آف دی اپوزیشن کی طرف سے آئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پل میں جو چھ پاٹن کلسنس ( Cess ) تجویز کیا گیا ہے اویسے تین پائی کرنے کے لئے کہا جائیگا لیکن میں ادباً عرض کروں گا کہ کم از کم ایجوکیشن کے میدان میں ہم کلر بلڈ بن کر کام کریں اسلئے اس میں اپوز

کرنے کا خیال نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایجوکیشن کا کام بغیر تھوڑا سا ٹیکس لگانے کے ہم کامیابی کے ساتھ انجام دیں سکیں۔ چنانچہ میں آنریبل ممبرس کی معلومات کے لئے پہلے ہی ٹیکس کے بارے میں کہہ دیتا ہوں تاکہ ڈسکشن ( Discussion ) میں سہولت ہو۔ ظاہر ہے کہ جہاں پرائیوٹ ٹیکس نہیں ہے وہاں لائبریریز کے لئے بھی ایسے ویلیجس میں کوئی لائبریری سس وصول نہیں ہو سکتا۔ اسلئے صرف ایسے ہی مقامات پر جہاں ٹاؤن کمیٹیز اور میونسپل کمیٹیز ہیں اور جہاں پرائیوٹ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے وہاں چھ پائی کا اضافہ لائبریری سس ( Library cess ) کے نام سے ہوگا۔ میرے کیا کولیشن کے حساب سے پرائیوٹ ٹیکس جو پوری ریاست میں وصول ہوتا ہے اسکی مقدار ۵۱۳۷۹۶۳ روپیہ ہے۔ اگر یہ اندازہ صحیح ہو تو چھ پائی کے حساب سے دیڑھ لاکھ کے قریب لائبریری سس وصول ہوگا اور اس میں سے بھی بہت بڑا حصہ حیدرآباد اور سکندرآباد سے وصول ہوگا یعنی تقریباً پچھتر ہزار روپیے ان دو مقامات سے وصول ہونگے۔ اسلئے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ترمیم لاکر یہ کہیں کہ دیڑھ لاکھ روپیے میں کمی کی جائے اور چھ پائی کے بجائے تین پائی رکھ کر پچھتر ہزار روپیے پرائیوٹ اونرس سے آپ وصول کریں تو ظاہر ہے کہ دیڑھ لاکھ کی رقم وصول نہیں ہوگی اور لائبریریز چلانے کے لئے میری رائے کم از کم یہ ہے کہ دیڑھ لاکھ تو کچھ تین لاکھ بھی کافی نہیں ہوتے بلکہ اس رقم سے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ کچھ لائبریریز کو انکے پیروں پر رکھ دیا کر سکیں۔

اس سے صرف چند لائبریریز ( Libraries ) کو اپنے پیروں پر رکھ دیا کر سکتے ہیں۔ یہ کام ہم آڈیو ویژوئل ایجوکیشن (Audio-visual-Education) اور سوشل ایجوکیشن کو کنکٹ ( Connect ) کر کے کر سکتے ہیں لیکن اس میں کمی کر کے چھ پائی کی بجائے تین پائی کر دیں تو ایجوکیشنل ری کنسٹرکشن ( Reconstruction ) کے کام کی رفتار سست ہو جائے گی۔ اور لیٹریسی ( Literacy ) کا پرسنٹیج جو ہم بڑھانا چاہتے ہیں نہیں بڑھ سکے گا۔ بحالت موجودہ بھی لیٹریسی کا پرسنٹیج بمقابلہ دوسرے مقامات کے ہمارے ہاں بہت کم ہے۔ اگر اس قسم کی ترمیمات لائی جائیں کہ یہ اماؤنٹ ( Amount ) اور کم ہو جائے تو ال لیٹریسی ( Illiteracy ) کو دور کرنے کا جو خیال ہے وہ پورا نہ ہو سکے گا یا اس پیمانے پر پورا نہ ہو سکے گا جس پیمانے پر کرنا مقصود ہے۔ ال لیٹریسی کو اگر دور کرنا ہے تو اس پیسے کا صحیح طور پر استعمال کرنا ضروری ہے۔ سب سے بڑی چیز جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بچے جو اسکول جاتے ہیں ان کی تعداد اتنی نہیں ہے جتنی کہ ہونی چاہئے۔ پھر بھی کچھ بچے پرائمری اسکول اور ہڈل اسکول میں جاتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ سہولتیں زیادہ سے زیادہ ہوں لیکن میں باوجود کوشش کے یہ نہ سمجھ سکتا کہ وہ سہولتیں کس طرح سے حاصل کی جائیں۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے پیسے کی ضرورت ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ وہ پیسہ کہاں سے آئے۔ اس کے لئے ہم کو ٹیکس عائد کرنا ہوگا۔ بھیک مانگنا ہوگا۔ بہر حال ایجوکیشن میں پروگرس ( Progress ) کرنا ہے اور

تیز رفتاری کے ساتھ کرنا ہے تو ہم پیسوں کے نام سے روٹے رہیں تو کام نہیں چلیگا۔ جس تیز رفتاری سے ساج آگے بڑھنا چاہتا ہے وہ اون لوگوں کی پرواہ نہیں کریگا جو پیسے خرچ کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ ہمیں کہوں گا کہ لوگوں میں تعاون کا جذبہ کافی موجود ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ٹیکس میں کچھ اضافہ کر کے لوگوں کو ایجوکیشن کی سہولت دیں۔ میں یہ کہنے کے موقف میں ہوں کہ آج ہمارے دیش کے لئے غذا کی جس قدر اہمیت اور ضرورت ہے اسی قدر اہمیت اور ضرورت ایجوکیشن کی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے لوگ اپنے آپ دیتے ہیں تو بہت اچھا ہے لیکن اگر کوئی خود نہ دے تو ہمیں چندے مانگنا چاہئے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہاں کے لوگوں کی ٹنڈنسی کیسی ہے۔ اگر کسی ترمیم کے ذریعہ رقم میں کمی کی صورت پیدا کی جائے تو میں کہوں گا کہ اس طرح لیٹریسی کے کمپین (Campaign) کو روکنے کے مترادف ہوگا اور اس مقصد میں روٹے اٹکانا ہوگا۔ اگر آپ چاہیں کہ صحیح طریقہ پر لائبریری سوومنٹ ہو یا سوشل ایجوکیشن ہو یا آڈیو ویژوئل ایجوکیشن (Audio-Visual Education) یا اوکیشنل ایجوکیشن (Vocational Education) ہو یا انڈسٹریل ایجوکیشن (Industrial Education) ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی چیز ہوگی اور اس کی اتنی ہی اہمیت ہوگی جتنی کہ انسان کے لئے غذا کی اہمیت ہے۔ غذا کے بعد آج کے زمانے میں اگر کسی چیز کی اہمیت ہو سکتی ہے تو وہ ایجوکیشن ہے۔ حیدرآباد اس معاملہ میں بہت بیاک ورڈ (Backward) رہا ہے۔ اگر اب بھی پیسوں کے خیال سے اس کو نظر انداز کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن کے تعلق سے روٹے اٹکانے کے مترادف ہوگا۔ اس کے لئے تھوڑا سا ایثار کرنا پڑیگا۔ تھوڑی سی تکلیف برداشت کرنی ہوگی۔ تاکہ ہم ویشیس سرکل (Vicious-Circle) سے نکل سکیں۔ اگر ہم اس ویشیس سرکل سے نکلنا چاہتے ہیں اور ایجوکیشن کی طرف جانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے تھوڑے پیسے خرچ کرنے کی ضرورت ہوگی۔ پیسے خرچ نہ کرنے کی ذہنیت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ چھ پائی کا پراپرٹی ٹیکس جو ہے وہ دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ اس میں کافی اضافہ کی گنجائش ہے۔ اگر ہمیں نیشنل ولتھ (National wealth) کو قائم رکھنا ہے تو اس کے لئے کچھ پیسہ خرچ کرنا ہی پڑیگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ فالس ایڈیاز (False ideas) سے ریلیٹیو ویالوز (Relative Values) صحیح طور پر نہیں سمجھے جا سکتے۔ ہمارے ہاں اربن ایریا (Urban area) سے زیادہ لوگ رورل ایریاز (Rural areas) میں رہتے ہیں۔ ٹکس زیادہ تر اربن ایریا سے لیا جائیگا کیونکہ (۸۲) فیصد آبادی وہاں کی ہے۔ اور (۱۷) فیصد کے قریب آبادی رورل ایریا کی ہے۔ گذشتہ زمانہ میں ایجوکیشن کی جو سہولتیں شہروں میں فراہم کی گئی تھیں وہ دیہات اور اضلاع میں فراہم نہیں کی گئی تھیں اس لئے اس طرف زیادہ توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ وہ غریب اب تک محروم ہوتے چلے آئے ہیں انہیں مزید عرصہ تک محروم کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس لئے اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح نہ کیا جائے تو رورل ایریاز کی ترقی نہیں ہو سکیگی۔ اگر وہاں ترقی لانا



چاہتے ہیں تو ہمیں لائبریری سروس ( Library Service ) کرنی ہوگی۔ ایجوکیشن کے تینوں اسٹیجس پر اربن ایریاز میں تناسب زیادہ ہے۔ اربن ایریاز کے پرائمری اسکول میں ۶۰ فیصد لڑکے جاتے ہیں اور ۴۰ فیصد رورل ایریاز میں۔ اور مڈل اسکول میں ۶۶ فیصد اربن ایریاز میں اور ۳۳ فیصد رورل ایریاز میں۔ اس طرح ہائی اسکول کا اربن ایریاز میں تناسب ۲۶ پرسنٹ ہے۔

سب سے بڑی چیز جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ اوپنس ایجوکیشن ( Women's Education ) سے متعلق ہے۔ یہ ایک ڈسکوائٹنگ فیکٹر ( Disquiting factor ) ہے کہ اوپنس ایجوکیشن کے تعلق سے اب تک غفلت برقی گئی ہے۔ ایک اور چیز میں آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ پرائمری ایجوکیشن بھی ختم نہ کرنے والے لوگوں کی تعداد (۶۰ فیصد ہے۔ بہر حال دوسری اور تیسری جماعت تک جو ایجوکیشن پاتے ہیں اسکو برقرار رکھنا بھی ضروری ہے۔ یہ مقصد اوسے وقت پورا ہو سکتا ہے جبکہ دیہاتوں میں بھی جگہ جگہ لائبریریز قائم کی جائیں تاکہ وہ جس حد تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں اسکو باقی رکھ سکیں ورنہ وہ بھول جائیں گے۔ جن سہولتوں سے وہ محروم ہو گئے ہیں انکو وہ سہولتیں فراہم کرنا ہوگا۔ دیہاتوں میں اخبارات نہیں جاتے پریس فلم۔ سینما نہیں ہوتے اور ریڈیو بھی نہیں ہوتا۔ لائبریریز بھی نہیں ہوتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ۶۰ فیصد بچے کچھ لٹریٹ ( Literate ) ہونے کے باوجود ال لیٹریسی ( Illiteracy ) میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ایجوکیشن فیکٹری میں ایک کامریڈ کی طرح کام کرنا ہوگا۔ اگر اس طرح رقم میں کمی کردیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دس گاؤں میں لائبریری قائم کرنے کے بجائے صرف پانچ گاؤں میں قائم کر سکیں گے۔ اگرچہ ٹکسس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے مگر اسکو اپنی ہی بھلائی کے نظر کرتے برداشت کرنا ہوگا۔ جس طرح غذائی اجناس کی قیمتیں بڑھنے کے باوجود انہیں خریدنے پر ہم مجبور ہیں اسی طرح ٹکسس کے ادا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ہمیں برداشت کرنا چاہئے۔ کیونکہ آجکل عوام کو تعلیم کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی غذا کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ غذا کے بعد انسان کے لئے اگر کوئی چیز اہمیت رکھتی ہے تو وہ تعلیم ہے۔ اگر ہم اسکی اہمیت کو نظر انداز کردیں تو ہم ترقی نہیں کر سکیں گے۔ ٹکس کی مس پلینڈ اکائی ( Misplaced Economy ) میں ایجوکیشن فیلڈ ( Education field ) میں پیچھے کر دے گی۔ آپ کو معلوم ہے کہ فائیو ایر پلان جب پہلے تیار ہوا تو ویز اینڈ مینس ( Ways and means ) کی کمیٹی قائم ہوئی اور اوسکے ایکسپرسٹس ( Experts ) سے جو رپورٹ حاصل ہوئی اوس رپورٹ کا ایک حصہ میں آپکی توجہ میں لا کر اپنی تقریر ختم کرونگا۔ اون کا خیال ہے کہ ۶ سال سے ۱۴ سال کی عمر کے بچوں کو دس سال کے اندر سو فیصد تعلیمیافتہ بنانا چاہئے۔ سکندری ایجوکیشن ۲۶ فیصد اور سکندری اسکول سے یونیورسٹی تک ۱۰ فیصد اور اگر معمولی طریقے پر اوکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ایجوکیشن ( Vocational and Technical Education )

کی تعلیم کا انتظام کریں تو چار سو کروڑ روپیہ سالانہ کی ضرورت ہوگی۔ یہ اونکا اندازہ ہے انہوں نے کہا ہے کہ آج سات لاکھ ٹیچرس ایسے ہیں جو ٹرینڈ (Trained) نہیں ہیں۔ اسکولس کی عمارتوں کی حالت بھی آپ سے مخفی نہیں ہے۔ اگر انکی بروقت دیکھ بھال نہ کی جائے اور وقتاً فوقتاً انکی داغدوزی نہ کی جائے تو وہ ختم ہو جائیں گی۔ اگر انہیں کچھ عرصہ کے لئے باقی رکھنا ہے تو اونکی مرمت ضروری ہے اسکے لئے (۲۷۲) کروڑ روپیہ لگیں گے۔ ویز اینڈ مینس کمیٹی (Ways and Means Committee) کی اس رپورٹ پر مجھے شبہ نہیں ہے۔ لیکن اس طرح آٹھ سو کروڑ روپیہ کس طرح حاصل ہو سکے گا۔ کیا اس طرح حاصل ہوگا کہ ہم اس پر اعتراضات کرتے رہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ایجوکیشنل فیلڈ میں ہم آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ نیشنل ولتھ (National wealth) نہوگی۔ اگر ترقی کرنا ہے تو آپ کو کچھ نہ کچھ پیسہ نکالنا ہوگا۔ اگر ۳۰ کروڑ لوگ یہ چاہیں کہ ملک میں ایجوکیشن ترقی کرے اور وہ ایک ایک روپیہ دیں تو ۳۰ کروڑ حاصل ہو سکتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ اس طرف متوجہ نہیں ہیں۔ متوجہ ہیں اور ان کا مطالبہ ہے کہ ملک تعلیمی میدان میں ترقی کرے۔ اپنی طرف سے لوگوں نے ۱۰ لاکھ کی مدد دی ہے۔ جنوری سے اب تک لاکھوں روپیہ لوگوں نے عمارتوں کی شکل میں دیا ہے۔ جگہ جگہ یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ ایک مدرسہ ہمیں قائم کر کے دو۔ ان حالات میں مجھے امید ہے کہ جو سس (Cess) ہم عائد کر رہے ہیں اس پر لوگوں کو اعتراض نہیں ہوگا۔ ایجوکیشنل فیلڈ (Educational field) ایک ایسا میدان ہے جس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اس میدان میں ہر شخص دوڑنے کا متنی ہے۔ اس لئے سس (Cess) کے متعلق فنڈامنٹللی (Fundamentally) کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اسکیمس کے جزوی امور سے متعلق کسی کو کچھ اختلاف ہو لیکن اسکیم ایک مرتبہ منظور ہونے کے بعد جب عوام یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے لئے لاکھوں کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے تو ظاہر ہے کہ ملک کی ترقی کو پیسے کی وجہ سے روکا نہیں جا سکتا۔ تیز رفتاری سے ملک کی ترقی کو آگے بڑھانا مقصود ہوتا ہے تو زمانہ اوس کے لئے کسی بل یا قانون کا انتظار کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اسلئے میں کہوں گا کہ انکے راستے میں روڑے اٹکانا مناسب نہیں ہے۔ یہ لائبریری موومنٹ (Library movement) کے تعلق سے عام طور پر اور خاص کر حیدرآباد کے تعلق سے ایک مختصر نقشہ ہے جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ لائبریری کونسل (Library Council) کے نام سے ایک مرکزی ادارہ یہاں قائم ہوگا اور ہر ڈسٹرکٹ (District) میں لائبریری اتھارٹی (Library authority) کے نام پر ایک باڈی (Body) قائم ہوگی۔ ان کا کام یہ ہوگا کہ ایک جال رول ایریا میں لائبریریز کا پھیلائیں اس لئے اس بل میں ہم نے یہ رکھا ہے کہ علاوہ اون دو تین لاکھ کے جگہ جگہ سے چندہ وصول کر کے ڈونیشنس اور گفٹ ڈیڈس کے ذریعہ یا لوگ جو رقم دیتے اوسکو حاصل کر کے لائبریریز کا موومنٹ پھیلائیں گے تاکہ آئندہ پانچ یا دس سال کے بعد رول

اور اربن ایریاز میں اکسٹنسیو لائبریری سروس ( Extensive library service )  
ماڈرن ( Modern ) ( طریقہ پر بنا سکیں - اور حیدر آباد میں جو ( ۹۰ )  
پرسنٹ ال ٹریسی ہے اوسکو بہت حد تک کم کرنے میں ہم کامیاب ہو جائیں - اس لئے  
میں امید کرتا ہوں کہ اس بل کو متفقہ طور پر اس ایوان میں منظور کر لیا جائے گا -

\* شری کے - وینکٹ رام راؤ ( چناکنڈور ) :- جو بل ہمارے سامنے آیا ہے میں اوس کا  
سواگت کرتا ہوں - ہم کو وہ زمانہ یاد ہے جب ایک لائبریری قائم کرنے کے لئے بہت ہی  
مشکلات اٹھانا پڑتا تھا - جہاں کہیں کوئی لائبریری قائم کی جاتی تو اوس وقت کی حکومت  
کی جانب سے اوس میں مختلف طریقوں سے روڑے اٹکائے جاتے تھے - یہ ہمارے تجربات  
ہیں کہ ایسی لائبریریز کو بند کرنے کی بھی کوشش کی گئی - اس کے ساتھ ساتھ ہمارے تجربہ  
میں یہ بھی آیا تھا کہ اوس وقت کے حکامان اور پولیس کتابوں کو بھی لوٹ لیتے تھے -  
یہ کوئی دور کا قصہ نہیں ہے - خود میرے موضع کا تجربہ ہے جو میں ایوان کے سامنے رکھ  
رہا ہوں - لیکن اوس وقت بھی ہمیں کامل اعتقاد تھا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئیگا جب  
حکومتیں خود لائبریریز کی مدد کرنے پر مجبور ہو جائیں گی - جہاں تک میری معلومات ہیں  
پورے ہندوستان میں صرف مدراس ایسی ریاست ہے جہاں لائبریریز ایکٹ موجود ہے - اور  
کہیں ہوتو ہو مجھے اوس کا پتہ نہیں ہے - اس کے بعد ہم حیدر آباد میں ایسا ایکٹ بنا  
رہے ہیں - میں نے مدراس کے لائبریریز ایکٹ کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن وہ ہماری  
لائبریری میں نہیں مل سکا - اب زمانے نے ایسا پلٹا کھایا کہ حکومت خود لائبریریز  
ایکٹ بنانے کے موقف میں آگئی ہے - اس وجہ سے میں بہت خوش ہوں - اب حکومت خود  
اس کو آگے بڑھانے کی جانب راغب ہو رہی ہے - لائبریریز بعض لوگوں کے لئے صرف  
وقت گزارنے کی جگہ ہی نہیں ہوتی بلکہ حکومت کے خیال میں اور انسٹی ٹیوشنس  
( Institutions ) کے ساتھ ساتھ وہ انسٹی ٹیوشن بھی سیاسی زندگی کا اہم عنصر تھا -  
پولیٹیکل ورکرز ( Political workers ) کے سلسلہ میں لائبریریز ایک ٹریننگ گراؤنڈ تھا -  
اون کے قیام کے سلسلہ میں ہم نے بہت سی مشکلات اٹھائی ہیں - اور اوس وقت کے عہدہ داروں  
سے ہمیں اسٹرگل ( Struggle ) کرنا پڑا - اس لئے میں کہوں گا کہ لائبریریز کی ایک شاندار  
تاریخ ہے - لائبریریز سیاسی موومنٹس ( Movements ) اور آرگنائزیشنس کے فونڈیشن  
( Foundation ) کے طور پر حیدر آباد میں ہیں - لیکن میں یہ  
دیکھتا ہوں کہ لائبریریز کے قیام کے سلسلہ میں پہلے جو جوش و خروش رہا تھا وہ پولیس  
ایکشن کے بعد نہیں پا رہا ہوں - غالباً لوگ زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرف راغب  
ہو گئے ہیں - اور کلچرل زندگی میں ایک ایسا جمود پیدا ہو گیا ہے جس کو دور کرنے  
کی سخت ضرورت ہے - مجھے اس کا تجربہ ہے کہ پولیس ایکشن سے پہلے جہاں کہیں  
لائبریری قائم کرنا ہوتا وہاں ( الف ) فارم اور ( ب ) فارم کی مشکلات اٹھانا ہوتا تھا -  
لیکن اس کے باوجود پولیس اور سی - آئی - ڈی کو ہکا ہکال کر ہم میٹنگس کیا کرتے تھے -  
آج جب یہ لائبریریز بل یہاں آیا ہے تو مجھے وہ منظر یاد آ رہا ہے اس لئے میں تمہ دل سے

اس بل کا سواگت کرتا ہوں۔ آنریبل منسٹر نے فرمایا ہے کہ اس بل کے متعلق کامریڈلی نقطہ نظر اختیار کیا جائے۔ میں بھی اُن سے اختلاف نہیں کرتا۔ لیکن ایک بات سوچنے کی ہے۔ حیدرآباد میں دوسو لائبریریز ہی نہیں بلکہ اوس سے زیادہ لائبریریز ہیں۔ اس سلسلہ میں اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ اُن کی کیا حالت ہے۔ اس امر کے لئے ایک فیکٹ فائینڈنگ کمیٹی (Fact finding committee) مقرر

کرنا ضروری ہے تاکہ مختلف دیہاتوں میں ہم جو جال پھیلائیے اوس میں یہ مددگار ثابت ہوسکے گی۔ لائبریریز کی خراب حالت مختلف وجوہات کے تحت ہوسکتی ہے۔ بعض لائبریریز ایسی ہیں کہ اُن کے لئے بڑے بڑے مکانات بنوائے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ بند ہیں۔ بعض لائبریریز کو حکومت کی جانب سے گرانٹ ان ایڈ (Grant-in-aid) ملتی ہے۔ لیکن وہ گرانٹ ناکافی ہے۔ ہم یہ بھی توقع نہیں کرسکتے کہ حکومت خود ہی تمام لائبریریز کو چلائے۔ اس کے متعلق پبلک کوآپریشن (Co-operation) کی سخت ضرورت ہے۔ میں اپنے ضلع اور دوسرے ضلعوں کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ وہاں ہر ایک لائبریری سوئی ہوئی ہے۔ تمام لائبریریز میں جمود آگیا ہے۔ پولیس ایکشن کے پہلے کلچرل لائف (Cultural life) پر اور زبان پر جو حملے ہوئے تھے اُن کو ڈفینڈ (Defend) کرنے کے لئے شائد ہم آپ متفق ہوسکے تھے لیکن

آج کیا وجوہات ہیں کون سے حالات ہیں جو ہمارے راستہ میں حائل ہو رہے ہیں۔ اگرچہ ان باتوں کا بل سے کوئی قریبی تعلق نہیں ہے لیکن پھر بھی ایک دور کا تعلق ضرور ہے۔ اس لئے عرض کر رہا ہوں۔ آج لائبریریز کی کیا حالت ہے اُن کی کنکریٹ کنڈیشن (Concrete condition) کیا ہے اوس کے متعلق ایک کمیشن مقرر

کر کے تحقیقات کرنا ضروری ہے۔ جہاں تک میری معلومات ہیں بمبئی میں اس قسم کی ایک کمیٹی بٹھائی گئی ہے اور اوس کی سفارشات پر عمل کیا گیا ہے۔ لائبریریز کے تعلق سے ال لٹریسی (Illiteracy) کا سوال بھی آتا ہے لیکن یہ سمجھنا غلط

ہو جائیگا کہ محض لائبریریز قائم کرنے سے ہی جہالت کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ لائبریریز کو آگے بڑھانے اور اوس کے فوڈرنس (Furtherance) میں اگر کوئی چیز حائل ہو رہی ہے تو وہ ال لٹریسی ہے۔ اس لئے لائبریریز کے ساتھ ساتھ

ال لٹریسی پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ ہم یہ تصور کر رہے تھے کہ پبلک لائبریریز کا جو بل ہے اوس میں اڈلٹ ایجوکیشن کے متعلق بھی کچھ نہ کچھ ہوگا۔ کیونکہ اڈلٹ ایجوکیشن اور لائبریریز کا کچھ ایسا تعلق ہے کہ اُن دونوں کو الگ تھلگ نہیں رکھا جاسکتا۔ ہم یہ توقع کر رہے تھے کہ اس جزو لائنک سے متعلق بھی کمپریہنسیو (Comprehensive)

نے اس سلسلہ میں کمپلسری (Compulsory) اور پرائمری ایجوکیشن کا قانون پاس کیا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ صرف ۸ تا ۱۴ سال کے درمیانی عمر والے بچوں سے متعلق ہے۔ اس لئے اڈلٹ ایجوکیشن کے متعلق بھی اقدام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کا راست تعلق پبلک لائبریریز سے آتا ہے۔ لائبریریز کے موبومنٹ

کو آگے بڑھانے کے لئے جو مشینری اوالو ( Evolve ) کی گئی ہے اوس پر اپنے خیالات ظاہر کرنے سے پہلے ایک چیز کے متعلق عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یعنی آصفیہ لائبریری کو اسٹیٹ سنٹرل لائبریری میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ملک میں جتنے بھی پبلیکیشنس ( Publications ) ہوتے ہیں اون کی دو دو کاپیاں اوس کو بھیجنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ آصفیہ لائبریری جو اب اسٹیٹ سنٹرل لائبریری بننے والی ہے وہ اب بھی زمانہ ماضی کی قیدی بنکر ہی ہے۔ پولیس ایکشن کے بعد سنہ ۱۹۵۴ ع میں جو اصلاحی تدابیر اسٹیٹ لائبریری میں کئے جانے چاہئے تھے نہیں کئے جا رہے ہیں۔ آج بھی مجھے اس امر کا علم ہے کہ وہاں رینل لینگویج کے متعلق کتابیں نہیں ہیں۔ اگر ہیں بھی تو اون (۹۰) ہزار کتابوں کے سمندر میں قطرہ کی طرح ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جب آپ آصفیہ لائبریری کو اسٹیٹ سنٹرل لائبریری میں کنورٹ کر رہے ہیں تو اس کمی کو بھی دور کیا جائیگا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ اسٹیٹ لائبریری کے اڈمنسٹریشن پر بہت پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ لائبریری کے اصل پرپز ( Purpose ) کے لئے تو کم پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ لیکن اوس کے اڈمنسٹریشن پر زیادہ پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ لائبریریز کے مستقبل کو آگے بڑھانے کے لئے لوکل اتھارٹیز ( Local Authorities ) کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ اور اسٹیٹ سنٹرل کونسل بھی قائم کی جا رہی ہے۔ اوس کے متعلق مجھے ایک چیز عرض کرنا ہے۔ مختلف چیزوں میں مختلف لوگوں کو رپریزنٹیشن ( Representation ) دیا گیا ہے۔ لائبریریز ایسا مسئلہ تو نہیں کہ اوس میں کسی کو اختلاف ہوسکے رپریزنٹیشن کے متعلق آپ کی کتنی سیٹس ہیں ہماری کتنی سیٹس ہیں ان جھگڑوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کچھ امینڈمنٹس آئے ہیں اس وقت تو زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں اوس وقت عرض کیا جائیگا۔ اس میں ایک حیدرآباد لائبریریز اسوسی ایشن بتلائی گئی ہے۔ یہ کیا چیز ہے میں نہیں جانتا۔ کب قائم کی گئی یہ بھی نہیں جانتا۔ حیدرآباد ایجوکیشن کانفرنس کے بارے میں مجھے معلومات ہیں حیدرآباد کی سیاسی زندگی سے تقریباً پارہ چودہ سال سے معلومات ہیں لیکن حیدرآباد میں لائبریریز اسوسی ایشن کا بھی ایک ادارہ موجود ہے یہ پہلے سننے میں نہیں آیا۔ سبجکٹ ٹو کرکشن ( Subject to correction ) اگر منسٹر صاحب معلومات فراہم کریں تو مناسب ہوگا۔ البتہ آندھرا دیشا گرنہتالیہ کی برانچس یہاں کام کر رہی ہیں۔ ایسے اداروں کو نمائندگی دیجانی چاہئیے تھی۔ لیکن حیدرآباد کے تاریخی حالات یا مختلف وجوہات کے تحت بعض لائبریریز یا آرگنائزیشن ماس آرگنائزیشن ( Mass organisation ) کے طور پر کام کر رہی ہیں جو آندھرا میں کہیں نہیں پائینگے۔ ایک ایک شخص کا ایک ایک گرو ہوتا ہے اوس کے پیچھے اوس کے چیلے ہوتے ہیں اور سنایسیوں کے مٹھ کے طور پر لائبریریز کا آرگنائزیشن ہوتا ہے۔ مجھے آندھرا اور مدراس کا کچھ تجربہ ہے لیکن حیدرآباد میں ایسا نہیں ہے حیدرآباد میں جتنے بھی لٹری ( Literary ) آرگنائزیشنس ہیں وہ ایک ادارہ کے طور پر قائم ہیں

اور ان سے جتنے بھی لوگ دلچسپی رکھتے ہیں کام کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں کہہ سکتا ہوں کہ مہاراشٹرا پریشد ہے۔ کرناٹک سہیتا پریشد ہے (یہ سہیتا پریشد ہے یا نہیں مجھے یاد نہیں ہے) تلگو سہیتا پریشد ہے اور ان کے ساتھ ساتھ ہندی پرچار سہیتا ہے جس کی شاخیں تمام اضلاع میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان آرگنائزیشنس کو اسٹیٹ لائبریری کونسل میں جگہ دی جائے تو صحیح معنوں میں ہم جس مقصد کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں وہ حاصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ عموماً یہ ہوتا ہے اور یہ ہمارا تجربہ رہا ہے کہ کوئی چیز بالکل حکومت کی جانب سے ہوتی ہے تو لوگ اس میں حصہ لینے سے ہچکچاتے ہیں اس لئے اس میں پبلک عنصر کو بھی داخل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے دفعہ ۳ کے سلسلہ میں جہاں اسٹیٹ لائبریری کونسل بن رہی ہے وہاں حیدرآباد میں جتنے بھی لٹری ادارے اور کچرل آرگنائزیشنس ہیں ان کو بھی جگہ دی جاتی تو مناسب ہوتا۔ ہمیں یہ بھی ماننا پڑیگا کہ حکومت کی جانب سے جب آرگنائزیشن کا سوال آتا ہے تو اس میں پارٹیز کا سوال بھی غیر محسوس طریقہ سے داخل ہو جاتا ہے اور عموماً جب ایسا کوئی سوال آیا ہے تو حکومتی پارٹی نے صبح میں سوال آیا تو رات میں بیٹھ کر کسی کو صدر کسی کو نائب صدر اور کسی کو آرگنائزر بنا دیا ہے۔ اس لئے دفعہ ۳ کے تحت حقیقی حالات کو درگزر کیا گیا ایسا تو میں نہیں کہتا لیکن یہ کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ ممکن ہے اور سائٹ (Oversight) ہوئی ہو۔

اس کے بعد لائبریریز کے سلسلہ میں ایک کلاریفیکیشن (Clarification)

کی ضرورت ہے۔ آیا لائبریریز میں ریڈنگ رومس بھی داخل ہیں یا نہیں۔ آج دیہاتوں میں ہم لائبریریز قائم کرتے ہیں تو وہ زیادہ کامیاب نہیں ہوتے اس لئے پہلے زینہ کے طور پر ہمیں ریڈنگ روم قائم کرنا پڑتا ہے اس لئے میں یہ کلاریفیکیشن چاہتا ہوں کہ آیا لائبریری میں ریڈنگ روم بھی داخل ہے یا کیا کیونکہ ان کا تصور الگ الگ ہوتا ہے اور ان کا دائرہ عمل بھی مختلف ہوتا ہے۔

اس کے بعد سس (Cess) کے تعلق سے ہمیں اصولاً کوئی اختلاف نہیں ہے

اور نہ ہم بنیادی طور پر ٹیکزیشن کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف اگر اصول سے ٹیکس عائد کیا جائے تو ہم اسکی تائید کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب نے تو پر زور طریقہ سے اس ضمن میں بہت کچھ فرمایا اور ہم بھی ”کامریڈ کے نقطہ نظر“ سے غور کر رہے ہیں لیکن ہماری دقتیں۔ اور ہمارے عذرات کیا ہیں ان پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ یہ سس ہم کہاں وصول کرنے والے ہیں۔ عام طور پر ۲۶ ہزار دیہاتوں سے تو یہ سس وصول نہیں کیا جائیگا بلکہ جہاں کہیں بھی ٹاؤن کمیٹیز ہیں اور میونسپل کمیٹیز ہیں اور حیدرآباد و سکندرآباد میں جہاں میونسپل کارپوریشنس ہیں وہاں پر سس لگایا جا رہا ہے۔ اس طرح جہاں لوکل باڈیز نہیں ہیں وہاں ٹیکزیشن نہیں ہوگا۔ منسٹر صاحب نے کچھ اعداد بھی ہمارے سامنے رکھے اور اس کا لگ بھگ اندازہ تین لاکھ (صحیح فیگر دیڑھ لاکھ ہے) بتلایا ہے۔ کیا ہم اس قدر رقم سے جو لائبریریز کا جال بچھانا چاہتے ہیں

وہ پورا کر سکیں گے تو اس کا جواب بھی صاف طور پر یہ ہے کہ یہ نہیں ہو سکے گا۔ اس سلسلہ میں ہم نے ایک سچھاؤ یہ رکھا ہے کہ آج جتنے بھی لوکل باڈیز ہیں وہ اپنے بجٹ کا کچھ حصہ (بہت تھوڑا حصہ) اس غرض سے مختص کریں۔ یہ فرض لوکل باڈیز کو سونپ دیا جائے لیکن اس کے باوجود بھی لوکل لائبریری اتھارٹیز (Local library Authorities) کی ضرورت ہے۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ پورے اختیارات میونسپالٹیز کو دیدئے جائیں بلکہ لوکل لائبریری اتھارٹی کو بھی رکھئے اور میونسپالٹی اتھارٹی کو بھی رکھئے اور لائبریری کے لئے لوکل باڈیز سے کچھ فنڈ الاٹ (Allot) کروائیں کیونکہ ہم کسی بھی میونسپالٹی کے بجٹ کو اٹھا کر دیکھیں تو ہمیں اس میں بعض فضول مدات نظر آتے ہیں اور جیسا کہ کل ہی پلاننگ پر ڈسکشن کے وقت آنریبل ممبر راجو صاحب (میں انہیں کامریڈ راجو صاحب کہوں تو ہرج نہیں ہے) نے کہا کہ سنہ ۱۹۵۰ء سے ہم پورے بجٹ کے مدات کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ نیشن بلڈنگ پریپرز (National Building Purposes) سے نان نیشن بلڈنگ پریپرز کے لئے زیادہ خرچ ہوا ہے۔ اسی طرح ہم لوکل باڈیز کے بجٹ کو بھی پائینگے۔ یہاں جو لوکل لائبریری اتھارٹی قائم کرنے والے ہیں وہ خود تو لائبریریز چلانے والے نہیں ہے بلکہ وہ ڈائریکٹ سپروائزر (Direct Supervise) اور ایڈ (Aid) (کر رہے ہیں) کرنے والے ہیں۔ وہ جہاں لائبریریز نہیں ہیں اور جہاں لوکل باڈیز بھی نہیں ہیں وہاں بھی لائبریریز قائم کر سکتے ہیں تو پھر ہم لائبریری جیسی اچھی اور متبرک چیز کو لوکل باڈیز کے بجٹ سے چلانے کے لئے لوکل باڈیز کو کیوں سونپ دیں۔ مزید یہ کہ اگر کوئی سنٹرل لائبریری اتھارٹی قائم ہو جائے تو ہمیں اور بھی زیادہ سہولت ہو جائیگی۔ اس لحاظ سے ہم لوکل باڈیز کے بجٹ کو ایڈجسٹ (Adjust) کریں اور لائبریریز کے نام پر لوکل باڈیز ایڈیشنل ٹیکس وصول نہ کریں تاکہ جو وٹس سرکل (Vicious circle) بننے والا ہے وہ نہ بنے اور میرا کہنا ہے کہ لائبریریز کو کامیاب بنانے کے لئے اس وٹس سرکل کو جہاں تک ممکن ہو سکے توڑ دیا جائے۔

اس کے بعد ایک اور چیز تشریح طلب ہے۔ اس بل کے تحت وہ لائبریریز بھی ہیں جنہیں ہم کچھ ایڈ دیتے ہیں اور اسٹیٹ لائبریری کونسل جو ہم دفعہ ۴ (بی) کے تحت قائم کریں گے اس میں یہ ہے۔

“(b) Superintend and direct all matters relating to Public Libraries”

سپرٹنڈ اینڈ ڈائریکٹ (Superintend and direct) کے معنی یہ ہو جاتے ہیں کہ لائبریریز لوکل لائبریری اتھارٹی سے کوئی امداد قبول کرتے ہیں تو ان پر بعض قیود عائد کئے جائیں گے۔ لیکن تھوڑی دیر کے لئے فرض کیجئے کہ میں خود ایک پرائیویٹ لائبریری چلاتا ہوں اور مجھے کچھ ایڈ ملتی ہے تو اس میں یہ سوال بھی آجاتا ہے کہ فلاں فلاں کتابیں رکھو۔ اور فلاں فلاں کتابیں مت رکھو۔ یہ پراویز کہان سے لیا گیا ہے اور کیوں رکھا گیا ہے مجھے اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس کے ساتھ ساتھ دفعہ ۱۰ بھی میں انسی قسم

کا پانا ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ جس حد تک مدد دی جانی ہے اوس حد تک لوکل لائبریری اتھارٹی میں اختیار و سٹ ( Vest ) عود مجھے یہ کہنا ہے کہ پرائیویٹ لائبریری پبلک لائبریری کی تعریف میں داخل ہوں گی تو کیا آپ انہیں ایک دفعہ کچھ حقوق دیکر - کچھ امداد دیکر پھر واپس لینگے - اگر صرف سپرویزن کرتے ہیں تو کوئی بات نہیں کیونکہ داتا کچھ دیتا ہے تو وہ سپروائز ( Supervise ) کر سکتا ہے - لیکن یہاں جو ” و سٹ “ کا لفظ رکھا گیا ہے وہ مناسب معلوم نہیں ہوتا -

“10. All property, movable and immovable, acquired or held by the Local\* Library Authority for the purposes of any Library in any area shall vest in the Local Library Authority of that area.”

شائد ایسی لائبریریز کو جو پبلک کی جانب سے چلائی جاتی ہیں اور جن کو پبلک اتھارٹی کی جانب سے کوئی امداد دی جاتی ہے اس کے لئے یہ ہو تو وہ قابل قبول ہے - لیکن اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ پبلک لائبریریز جو چل رہی ہیں ان میں سٹیمینٹل آبجکشنس ( Sentimental objections ) پیدا ہونے کے امکانات ہیں اور عملاً سپرنٹنڈنگ اینڈ ڈائریکٹنگ میں بھی اختلافات پیدا ہو سکتے ہیں - اس لئے جتنے بھی پبلک لائبریریز ہیں ان کو لوکل پبلک لائبریری اتھارٹی کے تحت ضم کرنے کے لئے راغب کرنا چاہیئے - اس لئے اس خطرہ ( اگرچہ کہ میں اسکو خطرہ نہیں کہہ سکتا ) پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے -

اس کے بعد ڈورنگ لائبریریز کے سلسلہ میں یہ کہنا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ لائبریریز کی تعریف میں داخل ہو سکتے ہیں - جیسا کہ کوآپریٹو موومنٹ کے سلسلہ میں کوآپریٹو آرگنائزس اور کوآپریٹو موومنٹ میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے کلاسز کا انتظام کیا جاتا ہے ویسا ہی یہاں بھی انتظام کیا جائیگا - یہ جو پرائیویٹ رکھا گیا ہے وہ بہت اچھا ہے اور یہ کہ جس قدر امداد پبلک سے ملتی ہے اتنی ہی امداد حکومت بھی دیگی - جس طرح کہ منسٹر صاحب نے ہمارے سامنے اعداد رکھے ہیں وہ تین لاکھ ( صحیح فیکر دیڑھ لاکھ ہے ) اسی قدر امداد حکومت بھی دے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مزید کچھ امداد بڑھانے کی ضرورت ہوگی تاکہ پبلک لائبریریز کا جو جال ہم بچھانا چاہتے ہیں اور اوس کے ذریعہ لٹریسی ( Literacy ) پھیلانا چاہتے ہیں اس مقصد میں ہم کامیاب ہو سکیں -

\* شری اناجی راؤ گوانے ( پریہنی ) :- منسٹر اسپیکر سر - آج جو بل ہمارے سامنے ہے اس کا سواگت کرتے ہوئے اپنے چند خیالات میں ہاؤز کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں آنریبل منسٹر نے ہمارے سامنے لائبریریز کے تعلق سے ایک اچھا نقشہ کھینچا ہے - ہم سب لوگ جانتے ہیں کہ اور جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا ایک زمانہ تھا جبکہ لائبریری چلانے والوں کو بھی لائبریری موومنٹ کو بھی ایک پولیٹیکل موومنٹ تصور کرتے ہوئے شبہ کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا اور اس وقت کی گورنمنٹ اس موومنٹ میں جتنے



روڑے اٹکا سکتی تھی اٹکاتی تھی۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ پولیس ایکشن کے بعد آج وہ جذبہ لائبریری موومنٹ کے لئے نہیں رہا ہے جو اس سے پہلے تھا۔ جو لائبریریز قائم ہیں اور کام کر رہی ہیں ان میں بھی مجھے وہ جذبہ عمل دکھائی نہیں دیتا۔ اور نہ میں وہ جوش و خروش محسوس کرتا ہوں۔ چیدہ چیدہ کچھ لائبریریز کھلی ہوئی ہیں لیکن ان میں کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ وہ کچھ دن چلتی ہیں اور کچھ دن بند رہتی ہیں یا پھر ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتی ہیں۔ آنریبل منسٹر نے امداد دینے کے سلسلہ میں چند فیگرس ہمارے سامنے رکھے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں صرف وہی چند لوگ ہیں جو کسی نہ کسی طرح آنریبل منسٹر تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں اون ہی لوگوں کو کچھ رقم مل سکی ہے اسوجہ سے لائبریریز کا پورا موومنٹ آج اس حالت میں ہے کہ اس کو پھر سے تازہ کیا جائے۔ چنانچہ اس موقع پر ایک بل ہمارے سامنے پیش ہے جسکے تحت پورے ملک میں لائبریریز کا ایک جال بچھایا جانے والا ہے اور جسکے ذریعہ سے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ملک میں علمی ذوق کو عام کیا جائے۔ تب تو اس بل کا ہر شخص سواگت کریگا لیکن اس بل کی مخالفت نہ کرنے کے باوجود بھی اس میں مجھے ایک چیز کھٹکتی ہے میرا پہلا اعتراض کانسٹیٹوشنل ہے۔ میں نے آنریبل منسٹر کی اسپیچ غور سے سنی لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آیا اس بل کو راج پرمکھ کا رکنڈیشن حاصل ہے یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو پاس کرنے کے لئے راج پرمکھ کی منظوری حاصل کرنا چاہئے۔

شری گوپال راؤ اکبوتے:— یہ منی بل اسوجہ سے نہیں ہے کہ

Article 199 read with Art. 207 of the Constitution.

کے لحاظ سے یہ لوکل سس بڑھانے کے لئے ہے اس لئے منی بل کی تعریف میں نہیں آتا۔

شری اناجی راؤ گوانے:— میں منسٹر صاحب کی رائے سے بالکل متفق ہوں اور اسکو منی بل اسوجہ سے نہیں کہتا کہ لوکل سس بڑھایا جا رہا ہے لیکن آرٹیکل ۲۶۰ یہ ہے۔

A Bill which, if enacted and would involve expenditure from the Consolidated Fund of State shall not be passed by a House of the Legislature of the State, unless the Governor has recommended to that House the consideration of that Bill."

اس میں جتنا بھی سس کلکٹ ہوگا . . . .

*Shri Gopal Rao Ekbote* : But not from the Consolidated Fund.

شری انا جی راؤ گوانے:— میں اس لئے یہ چاہتا ہوں کہ کنسرنڈ منسٹر پورے وجوہات سامنے رکھیں اور تشریح کریں۔ لیکن میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ یہ چارج ( Charge ) کنسالیڈیٹڈ فنڈ ( Consolidated fund ) پر ہو رہا ہے اور جب ایسا ہے تو اس کے لئے رکنڈیشن کی ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ

آئریبل منسٹر اس پر اپنی رائے ظاہر کریں اور آئریبل اسپیکر صاحب رولنگ دیں۔  
آئریبل ۲۰۷ کلاز (۳) کے لحاظ سے میں نے یہ چیز آپکے سامنے رکھی ہے۔

اب لائبریریز کے تعلق سے مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ لائبریریز سے اللٹریسی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ میں اسکو سمجھنے سے قاصر ہوں کہ لائبریریز سے اللٹریسی کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے کیونکہ آپ لائبریریز میں کلاسز تو نہیں کھول رہے ہیں کہ وہاں اللٹریسی کو لٹریسی بنایا جائے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ کچھ پڑھ لکھے ہیں وہ لائبریری جا کر اپنے معلومات میں مزید اضافہ کریں لیکن جیسا کہ منسٹر صاحب نے خاص طور پر کہا کہ رورل پاپولیشن کو فائدہ پہنچانے کے لئے یہ بل لایا گیا ہے تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب تک دیہات کے لوگوں میں اللٹریسی ہے۔ جب تک رورل پاپولیشن (Rural Population) اللٹریسی ہے آپ اس بل سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اب تک ہم اللٹریسی کو ختم کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور پورے ہاؤز کو یہ معلوم ہے کہ ہم نے حال ہی میں کمپلسری ایجوکیشن (Compulsory Education) کا ایک قانون پاس کیا ہے اور یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ جہاں ڈسٹرکٹ پاپولیشن پانچ سو ہے وہاں اسکول کھولے جائیں لیکن اس مہم میں بھی ہم کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اسکو پورے آئریبل ممبرس بخوبی جانتے ہیں۔ اگرچہ کہ میں نے اس بل کی پہلے ہی تائید کی ہے لیکن رورل پاپولیشن کو فائدہ پہنچانے کا جو ادعا کیا جا رہا ہے وہ کس حد تک صحیح ہے اس پر غور کرنا چاہئے۔

### [SMT. MASOOMA BEGUM (CHAIRMAN) IN THE CHAIR]

دوسری بات یہ ہے کہ لائبریری اوسیشن (Library Association) کے نام سے جو رقم وصول کی جانے والی ہے اور جو اختیارات اس بارے میں لوکل باڈیز کو دیرے ہیں میں ان کی مخالفت کرتا ہوں۔ اس بل میں صرف اسی حد تک مخالفت کرتا ہوں لائبریریز کا جال بچھانے کے لئے جو پلان آپ بنا رہے ہیں اس میں آپ ڈسٹرکٹ ایریاز کو رکھتے یا زیادہ سے زیادہ گرام پنچائٹ کے ولیجس کی حد تک رکھتے۔ اگر پہلے اس حد تک آپ کامیاب ہو جائیں تو پھر اور زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ آپ نے ایک طرف یہ کہا ہے کہ دیڑھ لاکھ کی رقم ہم لوکل باڈیز سے وصول کر سکتے ہیں اور گورنمنٹ بھی زیادہ سے زیادہ نصف کی حد تک رقم دے تو تین لاکھ ہو جائیں گے تو کیا ان تین لاکھ روپیوں سے آپ اتنا بڑا کام کر سکیں گے۔ نیز یہ کہ فنڈس وصول ہو جانے کے بعد بھی اس کام کو عملاً انجام دینے میں کیا مشکلات ہوتی ہیں اس کا صحیح اندازہ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی نہیں ہوا ہے کیونکہ مواضعات میں اس کام کو کامیاب بنانا کوئی آسان بات نہیں ہے خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ ہمارے سامنے اسکولس کا تازہ ترین تجربہ ہے کہ ہم جانتے ہیں اسکولس کھولنے کے لئے تک جگہ نہیں دی جاتی۔ دیہاتوں میں اچھے مکانات مہیا نہیں ہوتے۔ یہ مشکلات ہمارے سامنے

ہیں اس لئے صرف ایک اچھا ایڈیا ( Idea ) ہمارے سامنے ہونے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تا وقتیکہ اس پر پراکٹیکلی ( Practically ) عمل نہ کیا جائے ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ پراکٹیکلی ہم کہاں تک کامیاب ہو سکیں گے۔ اس لئے مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ گورنمنٹ جس اچھے مقصد سے یہ بل لائی ہے اسکو امپلیمنٹ کرنے کے لئے کوئی ٹھوس چیز سامنے نہیں رکھی۔ یہ تو نہیں کیا جا رہا ہے کہ آپ لائبریری کا ایک بالکل علیحدہ ڈپارٹمنٹ قائم کرنے والے ہیں اور اسکے توسط سے یہ کام کرنا چاہتے ہیں میں یہ جانتا ہوں کہ آپ نے یہاں ”... مئے آئی در...“ کے الفاظ رکھے ہیں یعنی اگر چاہیں تو علیحدہ ڈائریکٹر رکھیں گے یا چاہیں تو موجودہ ڈی۔ پی۔ آئی سے کام لیں گے۔ میں مانتا ہوں کہ گورنمنٹ ڈیفیٹ فینانس ( Deficit finance ) کی وجہ سے اتنے بڑے ڈائریکٹر کو پالنا نہیں چاہتی اسوجہ سے وہ چاہتے ہیں کہ تھوڑی سی رقم سے بڑا کام چلائیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جہاں حکومت اس کام کو اتنا بڑا کام سمجھتی ہے کیا عملاً اس میں کامیاب ہوگی۔ اس لئے مجھے یہ کہنا پڑیگا کہ ایک اچھا مقصد رکھتے ہوئے بھی آپ کچھ نہیں حاصل کر سکتے ہم ۶ پائی کے ٹیکس سے اختلاف نہیں کر رہے ہیں لیکن ہمارا منشا یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر آپ ٹیکس عائد کیجئے جنکو آپ فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ لوکل بورڈ کے قانون کا یہاں ذکر لایا گیا ہے حالانکہ وہ ابھی منظور بھی نہیں ہوا۔ یہ جوسس ( Cess ) وصول کرنے کے لئے ڈسٹرکٹس بورڈ کو اختیارات دئے جا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ کسی طرح رولز پاپولیشن کو نقصان پہنچانا مقصود ہے۔ لائبریریز کا فائدہ حاصل ہونے کے بعد آپ سس وصول کیجئے۔ پہلے انکو پڑھنے کے قابل بنائیے وہ پڑھنے کے قابل تو نہیں ہیں وہاں لائبریریز سے کیا حاصل ہوگا پہلے انکو اس قابل بنائے۔ رولز پاپولیشن کو فائدہ پہنچانے کے متعلق آپ جو کہہ رہے ہیں اس کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک قسم کا جال ہے وہ جال آپ اسلئے بچھا رہے ہیں کہ کسی طرح پیسہ وصول کریں دیہات سے پیسہ وصول کر کے شہروں کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہی آپ کا مقصد ہے ہماری طرف سے یہ امنڈمنٹ پیش کیا گیا ہے کہ جو اختیارات آپ لوکل بورڈ کو دے رہے ہیں وہ کسی حالت میں نہیں دئے جانے چاہئیں۔ اسکو ڈیلیٹ ( Delete ) کرنا چاہئے۔ آپ اپنا دائرہ عمل مختص رکھئے۔ اوسکے بعد آپ ٹیکس لگا سکتے ہیں ایسے لوگ مدد کرنے کے لئے تیار ہونگے جنکو اسکا فائدہ پہنچ رہا ہے۔ آنریبل منسٹر ایک اڈوائیزری کمیٹی اور ایک اسٹیٹ لائبریری کونسل قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس اڈوائیزری بورڈ کو ڈیفینٹ باڈی ( Definite Body ) کے طور پر رکھا گیا ہے۔ جب اس میں کوئی نمائندے آئیں گے تو سہایتیہ پریشد کے ممبر ہوں یا کوئی ہوں لیکن جو اختیارات آپ نے رکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ

“The Minister for Education will be the State Authority.”

اس کونسل کے تحت کیا کام دیا گیا ہے وہ کلاز ۴ میں بتایا گیا ہے۔

“The Council shall advise the Government on such matters relating to libraries as the Government may refer to it.”

اگر گورنمنٹ نے ریفر کیا تو کونسل ہلچل کریگی وہاں کونسل اپنی جگہ پر ہے اور منسٹر صاحب کام کر رہے ہیں تو یہ سلفش موٹیو ( Selfish Motive ) منسٹر صاحب کا ٹھیک نہیں ہے ۔ اگر آپ کونسل بنانا چاہتے ہیں تو یہ صحیح طریقہ نہیں ہے کہ جب تک گورنمنٹ انکی طرف میاٹر ( Matter ) ( Refer ) نہ کرے اوس وقت تک کونسل کو اختیار نہوگا ۔ اس کونسل کو اختیارات دینا چاہئے ۔ اس قانون میں ایک اسٹیٹ اتھارٹی ہے اور دوسرے کنسرن منسٹر ( Concern Minister ) ان دونوں کو اختیارات دئے گئے ہیں بقیہ دوسروں کے ذمہ یہ کام کیا گیا ہے کہ پیسہ جمع کر کے دیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کنسرن منسٹر صاحب اسٹیٹ کونسل کے نام سے یہ کام کرنا چاہتے ہیں ۔ میں نے مدراس ایکٹ بھی دیکھا یہاں ڈائریکٹر ( ڈی ۔ پی ۔ آئی ) کو لائبریریز کا ڈائریکٹر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اگر انہی کو ڈائریکٹر لائبریریز بنائیں تو ٹھیک ہوگا ۔ کیونکہ اونکا تعلق ہوتا ہے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فنانشیل پوزیشن ( Financial position ) ایسی نہیں ہے کہ کوئی علیحدہ ڈائریکٹر مقرر کیا جاسکے ۔ اگر صحیح معنوں میں فائدہ پہنچانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ انکے ذمہ کام کیا جائے تو بہتر ہوگا ۔ مدراس میں اسپیشل آفیسر رکھا گیا ہے اور اس پر بھی ذمہ داری عائد کی گئی ہے ۔ اگر آپکو صحیح معنوں میں لائبریریز کا انتظام کرنا ہے کہ کونسی کتابیں رکھنی چاہئیں اور کونسی کتابیں نہیں رکھنی چاہئیں تو اس کے لئے یہ انتظام کرنا ہوگا ۔ اور اگر سنٹرل لائبریری کی طرح انتظامات رکھنا چاہتے ہیں تو اور بات ہے ۔ وہاں کے لائبریرین یہ سمجھتے ہیں کہ ہنکھے کے نیچے بیٹھے رہنا ہی مبرا کام ہے ۔ اونکو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ کونسی کتابیں کہاں رکھی ہیں ۔ ڈائریکٹر دونوں کام تو نہیں کر سکیگا ۔ کامیابی کے ساتھ کام چلانا چاہتے ہیں تو ایسے افسر سے کام لینا چاہئے جو لائبریری کے کام کا اکسپرٹ ( Expert ) ہے ۔ ایسی صورت میں آپکے بل کا امپلیمینٹیشن ( Implementation ) ہو سکے گا ۔ ورنہ دوسرے بلس کا جو حال ہو گیا ہے وہی حال اس بل کا بھی ہو کر رہ جائیگا ۔ اگر امپلیمینٹیشن مقصود نہیں ہے تو اس بل میں جیسا رکھا گیا ہے جوں کا توں رکھا جاسکتا ہے ۔ بہر حال ہمارا مقصد یہ ہے کہ امپلیمینٹیشن اچھی طرح سے ہونا چاہئے ۔ لائبریری سس چھ بائی ضرور رکھئے لیکن میونسپالیز اور ٹاؤن کمیٹیاں جہاں ہیں اس حد تک محدود رکھئے دوسرے دیہاتوں پر اسکا بار ڈالنا صحیح نہوگا ۔ دوسری چیز یہ کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اون لوگوں پر لائبریری سس عائد کیا جائے جو اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں تو آپ یہ کہتے ہیں کہ ایسے رولس بنائے جائیں گے ۔

“The admission of the public to the public libraries in its area on such conditions and on payment of such fees as it may specify.”

میں اس سے اختلاف کرتا ہوں ۔ ایک طرف تو آپ سس وصول کرنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف فیس بھی وصول کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ دو طرفہ وصولی کا طریقہ ٹھیک نہیں

ہے۔ دوسری جگہ بھی آپ دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ دو طرفہ طریقہ رائج نہیں ہے۔ انگلینڈ میں بھی لائبریریز ہیں ان میں ایسا نہیں ہے۔ جب آپ دیہاتوں میں تعلیم پھیلانا چاہتے ہیں تو جن جن سے سس وصول کرتے ہیں اون سے دوبارہ فیس وصول کرنا یہ کوئی صحیح طریقہ نہ ہوگا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کتاب کسی کو دی گئی اور وہ گم ہو گئی تو آپ اس سے دو گونا یا تین گونا لے سکتے ہیں۔ لیکن فیس اور سس دونوں لینا ڈیموکریٹک طریقے کے خلاف ہے۔ خاص طور پر اس بل کے تعلق سے جسکو آپ بہترین بل کہہ کر متعارف کروا رہے ہیں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ ایسی خامیاں اس میں رہیں گی تو اسکا امپلیمنٹیشن نہیں ہو سکیگا اور یہ بھی دوسرے بلس کی طرح غیر مفید ثابت ہوگا۔ لوکلٹڈ کا خرچ جس طرح ہونا چاہئے نہیں ہوتا ہے ڈسٹرکٹس کی قومیات شہروں میں خرچ ہوتی ہیں لیکن جن لوگوں سے وصول کیا جاتا ہے انکو اسکا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ ٹیکس وصول کرنا دیہاتیوں سے اور مستفید کرنا شہریوں کو یہ اصول ٹھیک نہیں ہے۔ یہ چیز ڈسٹرکٹس میں بہت کھٹکتی ہے۔ پہلے ڈسٹرکٹس کو جال میں لپیٹ کر مکڑی کی طرح آپ انکو کھانے کی کوشش نہ کیجئے۔

श्री. रतनलाल कोटेचा (पाटोदा) :—मॅडम चेअरमेन, पहले मुझे इस बात की जिजाजत दी जाय की हमारे जो विद्यमान शिक्षण मंत्री हैं, जिन्होंने यह महत्व का बिल हमारे सामने लाया है अन्हे में शतशः धन्यवाद दूं। आज हमारे असेंबली के सामने जो लायब्ररी का बिल लाया गया है यह दिन ग्रंथालय अतिहास में सुवर्णक्षरों से लिखा जायेगा। आज तक इस तरह का कानून सिर्फ मदरास में ही लाया गया और आज सिर्फ हैदराबाद में ही लाया गया है। और सारे भारत में मद्रास के बाद हैदराबाद ने ही इस तरह का कदम अठाया है। कभी कभी ऐसा होता है की समाज के जो पिछडे हुये लोग रहते हैं वे भी छलांग मार कर आगे निकल जाते हैं। अक छलांग आज हमने भी मारी है।

अक जमाने में हमारा भारत पिछडा हुआ था लेकिन वही भारत आज सारे अशिया को नही बल्कि सारे दुनिया को शांती का मार्ग बता रहा है। और शांति स्थापित करने के लिये अग्रेसर हुआ हैं। अुसी तरह डॉक्टर अंबेडकर भी अक पिछडी जाति के थे लेकिन वह काफी अग्रेसर हुये। आज हमारे स्टेट नें भी अिसी तरह का कदम अठाया है। क्योंकि आज हमने अक अिस तरह का बिल लाकर सारे स्टेटों से आगे कदम अठाया है। अिस लिये में फिर अक बार हमारे विद्यमान शिक्षण मंत्रीजी को धन्यवाद देता हूं।

अिसके लिये हमारी पार्टी की तरफसे कोअी जोरदार मांग नही की गयी और न अपोजिशन पार्टी की तरफ से ही ऐसा कोअी ग्रंथालय के बारे में बिल लाने के सिलसिले में मांग की गयी थी। लेकिन अुन्होंने खुद अपनी तौर पर पार्टी में अिसे रखा और अिसकी कितनी जरूरत है यह मेंबरों को समझाया और अपनी तौर पर यह अक बहुत महत्व का बिल आज हाअुस के सामने लाया ह।

लायब्ररीज की जो मुव्हमेंट हैं अुसके बारे में में हाअुस के सामने कुछ चीजें रखना चाहता हूं। हमें यदी लोकशाही चलानी है तो हर आदमी को मेंटली डेव्हलप करने की जरूरत है अिससे की वे

राजनीति में और दूसरी बातों में अच्छी तरह भाग ले सकें और अन्हें लेना भी चाहिये ऐसा मेरा ख्याल है। जब तक आम जनता मेंटली डेव्हलप नहीं होती तबतक लोकशाही यशस्वी नहीं हो सकती है। इस बात में लायब्ररी की बहुत मदद हो सकती है इस का ख्याल करते हुये हमारे माननीय मंत्रीजीने यह अेक बिल लाया और अपनी तकरीर में अन्होंने कहा कि लायब्ररी यह अेक युनिव्हर्सिटी ही हैं वह बिलकूल सही है। और लायब्ररी का ज्यादा से ज्यादा फायदा हमें अुठाना चाहिये। इस दृष्टि से ग्रंथालयों का बहुत महत्व है।

लायब्ररी की मुव्हमेंट का इतिहास कोअी बहुत पुराना नहीं है। इसकी जो मुव्हमेंट है वह बिलकूल नयी है। सिर्फ अंग्लंड अेक अैसा देश हैं जहां पर यह मुव्हमेंट १०० साल पहले शुरू हुआ। हमारे यहां और बाकी कअी जगह तो यह मुव्हमेंट दुसरे जागतिक युद्ध के बाद ही शुरू हुआ। अलबत्ता भारत में तो यह मुव्हमेंट बहुत ही नयी है। हमारे भारत को जब स्वातंत्र्यता मिली अुसके बाद ही यह मुव्हमेंट हमारे यहां बढ़ी है। पहले तो हम परतंत्र थे। लेकिन अब यह मुव्हमेंट भारत में बराबर बढ़ रही है। सबसे पहले मद्रास में ही इस तरह का कानून लाया गया और अुसका अ्रेय वहां के नागरिक श्री. रंगनाथम को ही हैं। वे ही पहले आदमी हैं जिन्होंने इस तरह लायब्ररी के लिये बहुत कोशिश की। और लायब्ररीज की मुव्हमेंट सिस्टिमेटिक ढंग से बढ़ाने की कोशिश की। मद्रास का जो अँक्ट है वह अेक मॉडल अँक्ट हैं जो कि हमारे सामने हैं। मद्रास में पहले यह अँक्ट लाने के लिये अन्होंने काफी कोशीश की। लायब्ररी मुव्हमेंट शुरू करनेवाला अगर कोअी देश है तो वह अंग्लैंड ही है। अंग्लैंड में यह मुव्हमेंट काफी जोर से शुरू की गयी और बड़े शहर में और काअुंटीज में लायब्ररीज खोली गयीं। हर देहात में लायब्ररी खोली गयी। और वहां के लोग अुन लायब्ररीज से काफी फायदा अुठाते हैं। सब तरह के लोग वहां जाकर लायब्ररीज से फायदा अुठाते हैं। फिर चाहे वह हजाम हो या धोबी हो वह लायब्ररी में जरूर जायेंगे और अपने ज्ञान में वृद्धि करने की कोशीश करेंगे। अंग्लैंड में कअी किसम की लायब्ररीज हैं वहां अच्छी रेफरन्स लायब्ररीज हैं। काफी बड़े और अच्छे अनसॅकलो पिडियाज वहां पर हैं। काफी संख्या में लोग अन लायब्ररीज से फायदा अुठाते हैं। वहां पर मुव्हिंग लायब्ररीज भी काफी तादाद में हैं जो व्हेन पर चलायी जाती हैं। हमारे आज जो भी लायब्ररीज हैं और वहां पर जो किताबें हैं अुनपर धूल पडती हैं लेकिन लोग अुससे फायदा नहीं अुठाते हैं। यह बात अंग्लैंड में नहीं होती है। इसका कारण यही है कि वहां लोगों को पढनेकी बहुत ज्यादा दिलचस्पी है। देहातों के लिये मुव्हिंग व्हेन लायब्ररी का अितेजाम वहां पर किया जाता है। वूजहू (Who's who) जैसी अच्छी किताब वहां की लायब्ररीज में रखी जाती है। हर देहात में ये मुव्हिंग व्हेन्स जाया करते हैं। अंग्लैंड ही अेक अैसा देश है जहां पर लायब्ररीज की अच्छी तरह तरक्की हुआ है।

भारत में जो पहले परिस्थिति थी स्वातंत्र्य मिलने के पहले वह बिलकूल अलग थी। हमारे भारतमें चार पांच ही स्टेट आज अैसे हैं जहां कुछ अच्छी लायब्ररीज हैं। बंबूअी, मदरास, त्रावण-कोरकोचीन और अुत्तर प्रदेश इसके अलावा बाकी स्टेटों में खास कोअी अच्छी लायब्ररीज नहीं हैं। बाकी रियासतों में अभीतक लायब्ररी की मुव्हमेंट का पता ही नहीं है। और आज हैदराबाद असेंबली में इस तरह बिल लाया जा रहा है यह बहुत आनंद की बात है।

आज हैदराबाद स्टेट में २०० से ऊपर लायब्ररीज हैं और उनमें से सिर्फ ७० या ८० लायब्ररीज को गवर्नमेंट की तरफ से मदद मिलती है। आठ आठ या दस दस मुकाम मिलकर भी एक लायब्ररी आज हमारे स्टेट में नहीं है अतनाही नहीं बल्कि आज हमारे यहां हर तालुके में भी लायब्ररी नहीं है।

हमारे जिलों की पुस्तकालयों की हालत किसी से छिपी नहीं है। उनकी हालत ऐसी है कि वे कभी दफा जन्मती हैं और मरती हैं। मेरे बीड जिले में दस पुस्तकालय हैं। उनमें से चार पांच ऐसे हैं जिनका कभी दफा जन्म हुआ है और कभी दफा वह मर चुके हैं। उनके पास न अमरारतें हैं न किताबें खरीदने के लिये पैसा है। दो सौ लायब्ररीज के बारे में जो कहा गया है उसमें से जिनको खुद का बिल्डिंग नहीं है। कभी ऐसी हैं जो मंदिरों और मस्जिदों में चलती हैं। उनके पास बहुत पुराने जमाने की किताबें हैं। जैसे कि एक माननीय सदस्य ने बतलाया कि वहां कुछ अपन्यास हैं, कुछ लघुकथाओं की पुस्तकें हैं या कुछ चार आनेमाला जैसी किताबें हैं, अच्छी अच्छी किताबें उनमें नहीं मिलती। यह बिल इस तरह की लायब्ररीज को कोआर्डिनेट करने के लिये लाया गया है और यह बहुत महत्वपूर्ण है। इस बिल से पुस्तकालयों का आंदोलन बहुत बढ़नेवाला है ऐसा मैं नहीं कहता लेकिन उसका एक फाउंडेशन, शील्डन्यास, डाला जा रहा है अतना हमें मानना पड़ेगा। यह कानून मद्रास के कानून पर डला हुआ है। और जैसा कि इस बिल के प्रस्तावक मंत्री महोदय ने कहा मद्रास के बिल के कुछ सेलियंट फीचर्स, कुछ महत्वपूर्ण बातें जिसमें रखी गयी हैं। जो स्टेट कौन्सिल अथॉरिटीज हैं उसमें सिटीज का डॉमिनेशन है हालांकि लायब्ररी मुव्हमेंट हमें देहातों में ज्यादा चलाने की जरूरत है। क्योंकि देहातों में आज लायब्ररीज नहीं हैं। सिटी लायब्ररी कौन्सिल में हैदराबाद सिटी के लोगों का डॉमिनेशन है और देहातों का बहुत कम है। इस लिहाज से इसमें फर्क होना चाहिये। बाकी सारी चीजें ठीक हैं। लायब्ररी सेस के बारे में काफी विरोध किया गया है और कोजी कहते हैं कि पहले लायब्ररी चलाविये बाद में सेस लीजिये। मैं समझता हूं कि हम घोड़े के सामने टांगा रखने की कोशिश कर रहे हैं।

असके बाद गवर्नमेंट के कॉन्ट्रिब्यूशन (Contribution) के बारे में मुझे कहना है। इस बिल में एक दफा ऐसी है कि गवर्नमेंट आधा हिस्सा देगी। लेकिन इसके बारे में मुझे शक है। क्योंकि ग्राम पंचायत ऐक्ट में यह है कि गवर्नमेंट पचास प्रतिशत देगी। लेकिन कभी ग्रामपंचायतें ऐसी हैं जिसको गवर्नमेंट नहीं देती। कानून में यह चीज रहने के बाद भी गवर्नमेंट देगी या नहीं इसके बारे में मुझे शक है। इसलिये फायनान्स डिपार्टमेंट की तरफ से डिक्लरेशन दिया जाना चाहिये कि हम रकम देंगे। ऐसा होगा तो ही लायब्ररी मुव्हमेंट को बढ़ाने में कुछ मदद हो सकती है। सिर्फ कोजी कानून बनाने से काम होनेवाला नहीं है। मद्रास में कानून बन गया है लेकिन यह मुव्हमेंट वहां जितनी बढ़नी चाहिये उतनी नहीं बढ़ सकी। इसका कारण यह है कि उनके पास पैसा है लेकिन लोकल अथॉरिटीज काम नहीं करती। लायब्ररी एक सायन्स है और उसके तहत जो ट्रेड स्टाफ होना चाहिये उतना वहां नहीं है इसलिये यह मुव्हमेंट जितनी आगे बढ़नी चाहिये उतनी आगे नहीं बढ़ सकी। लायब्ररी मुव्हमेंट को आगे बढ़ाने के लिये हमें मद्रास से काफी अनु-

भव लेना चाहिये और मुव्हमेंट की दृष्टि से तरक्की करनी चाहिये। आखिर में मैं शिक्षा मंत्री को फिर धन्यवाद देता हूँ और साथ हमारे डी.पी.आय. जिन्होंने लायब्ररी मुव्हमेंट के बारे में काफी काम किया है और जिनका इस बिल के बनाने में हाथ रहा है उनको भी धन्यवाद देते हुए मैं अपना भाषण समाप्त करता हूँ।

श्री. गोविंदराव नरसिंगराव मोरे (कंधार-आम) :—अध्यक्ष महोदय, अब मेरे दोस्त कहेंगे कि यह भी अंक स्वागत करनेवाला मेंबर खड़ा रहा। मैं मूव्हर आफ दि बिल का इसलिये स्वागत करता हूँ कि उन्होंने यह बिल पेश कर के हैद्राबाद की हुकूमत की पॉलिसी के तहत अपने लोगों के सुधार के लिये अंक कदम इस बिल के जरिये उठानेकी कोशिश की है। और इस बिल के द्वारा प्रगति का अंक नया माइल स्टोन ( Mile Stone ) कायम किया गया है। साथ साथ मैं उनका इसलिये भी स्वागत करता हूँ कि उन्होंने इस बिल को हमारे मुल्क में अंक नये सोशल सायन्स को तरक्की देने के खातिर और उसको अंक मूर्त स्वरूप देने के लिये पेश किया है। जैसे उन्होंने अपने भाषण में बताया विश्वविद्यालयों का काम पुस्तकालयें देंगी। उनके इस अुद्देशकी दृष्टि से भी मैं इस बिल का स्वागत करता हूँ। मेरा तो यह खयाल है कि विश्वविद्यालयों से भी पुस्तकालयें ज्यादा काम देंगे। विश्वविद्यालयों में हमें अंक निश्चित समय पर स्वाध्याय करना पड़ता है और अपना समय विश्वविद्यालयों का अभ्यासक्रम पूरा करने के लिये जबर्दस्ती खर्च करना पड़ता है। लेकिन लायब्ररीज में हम अपने सहूलत के मुताबिक ज्यादा वक्त दे सकते हैं और इस तरह से हम अपने ज्ञान में वृद्धि कर सकते हैं। इसलिये विश्वविद्यालयों से भी पुस्तकालयों का महत्व अधिक है। मैं इस बिल का इसलिये भी स्वागत करता हूँ कि हमारी हुकूमत ने नालेज बैंक्स (Knowledge Banks) का जाल हमारे प्रदेश में फैलाने की कोशिश की है। नालेज बैंक्स में इसलिये कह रहा हूँ कि मुल्क में जो तरह तरहका ज्ञान है वह वहां पर संग्रहित रहेगा और उसको हम वहां प्राप्त कर सकेंगे। विरोधी बेंचेस के दोस्तों ने बहुत से आब्जेक्शन्स लिये हैं। उन्होंने कहा कि इसके जरिये हुकूमत लोगों पर टैक्सेशन बिठाने का अंक नया अख्तियार अपने हाथ में ले रही है। जब इस बिल के क्लॉज १२ को मैंने देखा तो उसी वक्त मैंने यह अंदाजा कर लिया था कि अपोजीशन के मेंबर्स इस पर टूट पड़ेंगे। बाज दोस्तों ने कॉन्स्टीट्यूशनल आब्जेक्शन लिया। पहले तो वह इसको मनी बिल समझ रहे थे। लेकिन असल बात तो यह है कि हमारे यहां जो पहला कानून था इसको बिस्तेमाल करने के लिये इसमें अख्तियार दिये गये हैं। अब इस बिल के जरिये हम अंक नये सायन्स को जोकि वेस्टर्न कंट्रीज में तरक्की पा रहा है उसको हम अपने देश में तरजीह देने की कोशिश कर रहे हैं। हमारे भारतवर्ष में भी अंक जमाना था। तक्षशीला का अितिहास देखेंगे तो मालूम होगा कि उस जमाने में भी लायब्ररीज का जाल फैलाने के प्रयत्न किये गये थे। हमारे करीब बीदर में दरगा का जिफ्र है, उसमें भी लायब्ररीज से काम लिया जाता था। उस जमाने में भी टैक्सेशन किया जाता था लेकिन वह नकद रूप में नहीं था। उसके सभासदों पर यह शर्त आयद की गयी थी कि वह जो किताब पढ़ेंगे उसको कापी करके वहां रख दें। ताकि उन कापियों को दूसरी जगहों पर भेज कर दूसरे मुल्कों में प्रसार कर सकें। टैक्सेशन का स्वरूप अलग था। लेकिन ज्ञान के संवर्धन में और ज्ञान के भंडार में वृद्धि करने के लिये हमारे देश में भी बहुत कुछ कोशिश की गयी है। अंग्रेजों के जमाने में जैसा कि अंक आनरेबल मेंबर ने अभी बताया मद्रास में कोशिश की गयी। लेकिन जहां तक मुझे मालूम है सब से पहली कोशिश अिन लायब्ररीज को बढ़ाने के लिये महाराजा आफ बडोदा ने की थी।



अनुहोंने सर्व्हेंट्स आफ इंडिया सोसायटी (Servants of India Society) के कबी सदस्यों को अपने सर्फ से इंग्लैंड और अमेरिका आदि देशों में भेजा था ताकि वे लायब्ररी के सायन्स को सीखकर मुल्क को फायदा पहुंचा सकें। बहुत दिनों से जिस लायब्ररी को बढ़ाने की हम भी यहां कोशिश कर रहे थे। हैद्राबाद ने काफी कोशिश की है। मुमकिन है वह अंक खास जबान में हो। वह भी हमारे मुल्क की अंक जबान है। और उसके लिये हैद्राबाद में कोशिश की गयी है। जैसा कि बिल के प्रस्तावक मंत्री महोदय ने बताया हम लायब्ररी मुव्हमेंट को आर्गनाइज करना चाहते हैं वह जरा अलग ढंग से अब तक चल रही थीं। उसको अंक आम स्वरूप देने के लिये यह बिल पेश किया गया है। जिस लिये मैं उनको फिर मुबारकबाद देता हूं।

विरोधी बेंचेंस के आवाज :—और अंक बार दीजिये।

श्री. गोविंदराव नरसिंगराव मोरे :—आप तो अंसा जरूर कहेंगे। जो डिस्ट्रिक्ट अथारिटीज हैं उन पर अंतराज किया गया है। और लायब्ररीज अंसी जगहों पर खोली जायेंगी जिससे सिर्फ शहरों के लोग ही फायदा उठायेंगे अंसा भी कहा गया। लेकिन हमें जिस बात को जानना चाहिये कि हमारी यह जिस दिशा में पहली कोशिश है। और जिस वक्त हम जिस बात को देखेंगे के पहला पोधा हम अंसा लगायेंगे जिससे वह अच्छी तरह से फलेफूले। समय आनेपर ग्रामपंचायतों में भी जिसको शामिल किया जायगा। अगर ग्रामपंचायतों की तरक्की करना है तो उनमें लायब्ररीज भी होनी चाहिये। आप कहेंगे कि मार्क्स बगैरा की बड़ी बड़ी किताबें वहां रखी जायें तो वह आज कैसे होगा? आप भी अगर वहां के लोगों के ज्ञान में वृद्धि करने के हेतु से कोअी छोटी छोटी किताबें लिखेंगे तो उनको भी वहां रखा जा सकता है क्योंकि आखिर हम अपने मुल्क की तरक्की करना चाहते हैं। यंह भी शुबहा जाहिर किया गया कि आप जिन लोगों को पंसद करेंगे अन्हों को अथारिटी देंगे। लेकिन अंसा नहीं है। मैं मुव्हर आफ दी बिल से कहूंगा कि जब आप डिस्ट्रिक्ट अथारिटीज को कायम करेंगे तो अुसमें युनिवर्सिटी के अंक मेंबरको भी रखें। हमारे असेंब्ली के सेक्रेटरी बहुत काबिल आदमी हैं। उनको मैं बहुत दिनों से जानता हूं। अंसे लोगों को भी अुसमें रिप्रेजेंटेशन मिलना चाहिये। अगर सायन्स के लोगों की अुसमें जरूरत है तो उनको भी लिया जायगा। यह नहीं कि जितने अफसर हैं अुन्हों को लिया जायगा। हम देखेंगे कि किस तरह से यह मुव्हमेंट बढ़ती है। हम को यह भी देखना पड़ेगा कि किस किस्म के किताबों को लोग ज्यादा पढते हैं। साथ साथ किस विषय की किताबों को लोग ज्यादा पढते हैं जिसकी अंक सालाना रिपोर्ट हम पेश करें तो अुससे मालूम होगा कि लोगों के विचारोंका ट्रेन्ड किस तरफ है। मुल्क के हालात जानने के लिये भी जिस मुव्हमेंट का फायदा होगा। हमें यह भी पता चल सकेगा कि किताबें लिखनेवालों में कौन से लोग अच्छे लेखक हैं और उनमें से किसकी किताबें लोग ज्यादा पंसद करते हैं। जितना ही नहीं बल्कि शैक्षणिक वर्ग चलाने के लिये लेक्चर्स को आर्गनाइज करने के लिये जिसका अपुयोग किया जा सकता है। हम वहां अडल्ट क्लासेस या नाइट क्लासेस रख सकेंगे। आप जैसे लोग अगर काम्प्रमाइज करने के लिये और साथ साथ काम करने के लिये तैयार हों तो आपका भी सहयोग हम ले सकते हैं। जिसलिये मैं समझता हूं कि हर पहलू से, हर नुक्तेनिगाह से यह जो कानून पेश किया गया है अुसका स्वागत आपने किया है, हम करते हैं, जितना ही नहीं बल्कि दुनिया भी जिसकी तारीफ करेगी और जिसके लिये हमारी हुक्मत को मुबारकबाद मिलेंगे। जितना कह कर मैं अपनी तकरीर खतम करता हूं।

\* شری سید اختر حسین :- میڈم چیرمن - سب سے پہلے میں اس بات کا اعتراف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مسودہ قانون پر جو اس وقت زیر بحث ہے میں نے بہت سرسری نظر ڈالی ہے اور میرے جو معلومات ہیں وہ اس ایوان میں آنریبل ممبر آف دی بل اور دوسرے ممبران کی جو تقریریں ہوئیں انہی پر محدود ہیں - لیکن میں اپنا یہ حق سمجھتا ہوں کہ اس مسودہ قانون پر اپنے جمہوری تصور کے لحاظ سے خیالات کا اظہار کروں - اس مسودہ قانون کی ٹکنیکل چیزوں کے بارے میں مختلف تقریریں ہوئیں ہیں ان کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا - اس ایوان کے سب معزز اراکین جانتے ہیں کہ گذشتہ دو سو سال میں سامراجی حکومت نے ہمارے قومی ورثے اور کالج کو دبانے کی مسلسل کوشش کی اور اس کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا - جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری قوم اور ہمارے ملک میں نہ صرف تعلیمی اور تہذیبی ترقی کا فقدان نظر آتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عام طور پر ایک مایوسی بھی پائی جاتی ہے - انگریز سامراج نے ہمیں جو سماجی اور معاشی ڈھانچہ دیا ہے آج بھی اسی ڈگر پر ہم چل رہے ہیں - میرا اپنا خیال ہے کہ اگر ہم تہذیبی تعلیمی یا سماجی مسائل کو آگے بڑھانا چاہیں تو ان میں سے کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اپنی جگہ مطلق حیثیت رکھتا ہے - بلکہ وہ سب ایک دوسرے سے قریبی تعلق رکھتے ہیں - سماج کے ان تمام پہلوؤں کو الگ الگ رکھ کر کوئی اصلاح نہیں کی جاسکتی - اور اگر ایسی کوشش کی جائے تو اس میں بری طرح ناکامی ہوگی - یہی وجہ ہے کہ سنہ ۱۹۴۷ء کے بعد سے اب تک مختلف ریاستوں اور مرکز میں بعض اہم سوالات سے متعلق بعض بنیادی قوانین آئے - ان قوانین کی ضرورت عام طور سے محسوس کی گئی - اور ہر سیاسی جماعت نے اس کی ضرورت کو تسلیم کیا - لیکن عملی طور پر ہمارے سامنے یہ نتیجہ آتا ہے کہ ان قوانین کا جو اثر ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہوتا - وہ کامیابی نہیں ہوتی جو ہونی چاہئے اس میں شک نہیں کہ آج تمام جمہوری جماعتیں یہی چاہتی ہیں کہ ملک کی ترقی کے لئے تمام جمہوریت پسند عناصر کو ساتھ لیکر آگے چلیں - یہاں مختلف جماعتوں کے اختلافات کا سوال پیدا نہیں ہوتا - لیکن سب سے بڑی مصیبت یہ پیش آتی ہے کہ ہم کسی ایک گوشے کو سانجھانے کی کوشش کرتے ہیں تو اس کے دوسرے گوشے الجھ جاتے ہیں - اور اس وجہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے - اس تمہید کا مقصد یہ ہے کہ ہم جس مقصد کو لیکر آگے بڑھ رہے ہیں تقریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت کو تو ہر ایک محسوس کرتا ہے - لیکن اگر اس کے پس منظر کو سامنے نہ رکھا جائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ ہم جو مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں اس میں کامیابی حاصل نہ ہو - ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دیش میں ہر جگہ لائبریریز قائم ہوں اور جو کتاب خانے موجود ہیں ان کو تنظیمی شکل دی جائے تاکہ ان کے ذریعہ ہم ملک کی جہالت کو دور کر سکیں - لیکن دوسری طرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے پاس جو کتابیں ہیں وہ کس حد تک فائدہ پہنچانے والی ہیں - اس سلسلہ میں دو باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں - ایک تو یہ کہ ملک کی جہالت کو دور کر کے ملک کے عوام کو تعلیم کی طرف راغب کیا جائے - ہمارے ملک

میں تعلیم کی راہ میں جو رکاوٹیں نظر آتی ہیں ان میں سب سے بڑی رکاوٹ ہمارا معاشی مسئلہ ہے۔ ہماری معاشی پستی - بیروزگاری اور ہمارا معاشی بحران جہالت کو دور کرنے کے راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔ دوسری بڑی بات یہ ہے کہ سنہ ۱۹۴۷ء کے بعد سے یا ریاست حیدرآباد میں پولیس ایکشن کے بعد سے آج تک ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا کہ ہم لوگوں کی جہالت کو دور کر کے ان کے قومی شعور کو بیدار کریں۔ اس طرح اپنے ملک کو فائدہ پہنچا سکیں۔ اس میں پالیٹکس کا کوئی سوال نہیں ہے۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم ان مسائل کو نہایت ایمانداری کے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں اس کو دیہاتوں تعلقوں اور اضلاع میں پھیلانا چاہتے ہیں تو اس میں سیاسی الجھنیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اور سیاسی منصوبوں کی تکمیل کو آلہ کار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سب سے پہلے اس ذہنیت کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر اگر کسی تحریک کو آگے بڑھانا چاہیں تو کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کتب خانوں کی جو تنظیم آج ہمارے پیش نظر ہے اس کے تعلق سے قدرتا یہ اندیشہ پیدا ہوتے ہیں کہ اس میں کس قسم کے لٹریچر کی ہمت افزائی کی جائے گی۔ ہمارے پاس جو ادب ہے وہ ہم جانتے ہیں کہ زیادہ تر ہماری ۲۰۰ سالہ غلامی کی آئندہ داری کرتا ہے۔ ہم نے ان ۲۰۰ سال میں اپنی یونیورسٹیوں کالجوں اور مدرسوں میں صرف کلرکس بنانا سیکھا ہے۔ ہمیں آزادی حاصل کر کے سال ہوتے ہیں لیکن آج بھی تعلیم کا وہی پرانا طرز ہے۔ ہمارے طالب علموں میں ہماری قومی زندگی ہماری تاریخ - ہمارے قومی ہیریٹیج (Heritage) (ورثہ) کا کوئی تصور پیدا نہیں کیا جاتا۔ اسی تصور کی وجہ سے ہمیں مایوسی ہوتی ہے۔ ہمارے پاس لائبریریز تو ہیں لیکن ان میں مثال کے طور پر شرلاک ہومز کے ناولز پڑھنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اگر تاریخ کی کتابیں ہیں تو زیادہ تر ایسی ہیں جو انگریزوں کے زمانہ میں ان کی مرضی اور پالیسی کے مطابق لکھی گئیں یا لکھوائی گئیں جس میں بڑی حد تک اینٹی نیشنل تصور بالواسطہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی صحت مند لٹریچر سامنے آتا ہے تو اس پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے دماغوں پر وہی انگریز سامراج کی غلامی کا تصور باقی رہتا ہے۔ اگر اس قانون کے ذریعہ لائبریریز کو تنظیمی شکل دیکر ان کی مدد کی جائے اور پھر ان میں ایسی ہی کتابیں آئیں تو ظاہر ہے کہ ۸۰ فی صد ایسا ہی مضر اور قوم دشمن لٹریچر رہے گا۔ اس لئے ہمیں اسی وقت یہ بھی سوچنا ہے کہ ہم اپنے ان کتب خانوں میں کس قسم کا لٹریچر دینے والے ہیں۔ مجھے یہ اندیشہ ظاہر کرنا ہے کہ حکومت اس بارے میں کیا طرز عمل رکھے گی۔ عوام میں جمہوری شعور کو بڑھانے کے لئے کتب خانوں کی تنظیم بلاشبہ ضروری ہے لیکن اس قانون میں کوئی.....

श्री. शेषराव माधवराव बाधमारे :—आप कौन सा लिटरेचर चाहते हैं उसकी फेरित देंगे तो ठीक होगा.

شری سید اختر حسین :- اگر مجھے کوئی پانچ چھ گھنٹے کا وقت دیا جائے تو میں ایسی کتابوں کی فہرست بھی پیش کر سکوں گا .....

श्री. रतनलाल कोटेचा :—क्या रेड लिटरचर आयेगा तो आप खुश होंगे ?

شری سید اختر حسین :- میں کم از کم اس گندہ اور سستے امریکن اور انگریزی لٹریچر کو پسند نہیں کرتا اور اس سے کوئی بھی قوم ہرست مطمئن نہیں ہو سکتا جس کو آج کل ۸۰ فی صد لوگ پڑھتے ہیں اور جو بڑی تعداد میں ہمارے ہاں درآمد ہو رہا ہے وہ لٹریچر جس پر سامراج کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ جس پر سرمایہ داری کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ ہمیں ایسے لٹریچر کو ختم کرنا ہے۔ ہمیں ایسا لٹریچر بھی ختم کرنا ہے جو فیوڈلزم کی پیداوار ہے۔ جو جاگیرداری نظام کی تلقین کرتا ہے۔ ہمیں ایسے لٹریچر کی ضرورت ہے جو ہمیں ہمارے کلا۔ قومی شاعری۔ ہماری جمہوری نثر اور ہماری پرانی تاریخ اور ہمارے عظیم الشان کلچر کی صحت مند روایات سے روشناس کرائے۔ آپ اپنے ضمیر سے پوچھئے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھئے۔ چند دنوں پہلے ریاست حیدرآباد میں کچھ فرقہ وارانہ کشیدگی ہوئی۔ کافی نقصانات ہوئے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ ہمارے نوجوانوں میں وہ قومی شعور نہیں ہے۔ ملک سے وہ محبت نہیں ہے جو ایک آزاد ملک کے شہری کے لئے ضروری ہے۔ ایک جمہوری حکومت کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملک کے نوجوانوں میں قوم پرستی اور ملک سے محبت کے جذبات کو ملک کے گوشے گوشے میں پھیلائے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت یہ نہ کر سکی۔ اور اگر اسی پس منظر میں اور اسی انداز پر لائبریریوں کی تنظیم کی جاتی ہے۔ اس کے لئے فنڈ دیئے جاتے ہیں تو اس سے ہمارے سامنے جو اعلیٰ مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہمیں اپنی نسلوں کے شعور کو بدلنے کے لئے ذہنیات کو بدلنے کے لئے ایک تحریک چلانی ہے۔ زبردست پروپگنڈہ کرنا چاہئے۔ گو پروپگنڈے کا لفظ عام طور پر اچھا نہیں سمجھا جاتا لیکن ایسا پروپگنڈہ ضروری ہے جو رجعت پسندوں، فرقہ پرستوں اور سامراجی عزائم کے خلاف ہو۔ ہم جو کتب خانے قائم کرتے ہیں وہاں ہمیں اس کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ ہمارے نوجوان وہاں شرلاک ہومز کے ناولس نہ پڑھیں۔ جاسوسی کے قصے نہ پڑھیں۔ گندہ لٹریچر نہ پڑھیں۔ ہمیں بیشک لٹریچر کے ذریعہ عوامی شعور کو تربیت دینا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ہمارے کتب خانے صرف کتابوں کی حد تک محدود نہ رہیں انہیں ہمارے کلچرل پالیسیس اور کلچرل ہوس میں تبدیل ہونا چاہئے۔ آپ تلنگانے کے کسی دیہات میں چلے جائیے یا مرہٹواڑہ میں کہیں چلے جائیے وہاں کہیں براکتھا یا پواڑے کا پروگرام ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ کس شوق سے جمع ہو کر اس کو سنتے ہیں۔ یہ ہمارے پرانے کلچر کے اٹائے ہیں۔ ہمارے پاس کلچر ہے۔ کلا ہے۔ لوک گیت ہیں۔ ہماری شاندار تہذیبی روایات ہیں ان کا تحفظ ضروری

[Mr. Deputy Speaker in the Chair]

ہے۔ اگر آپ محض کتاب خانوں کی تنظیم کر کے اس کے لئے تین پائی یا چھ پائی کچھ ٹیکس

کے طور پر مقرر کریں اس میں جو کرپشن ہوگا اس کا ذکر نہ کرتے ہوئے بھی میں یہ کہوں گا کہ اس طرح سے مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دو سال میں کتب خانوں میں کچھ اضافہ ہوا ہے۔ لیکن اس سے ہمارے جمہوری تصور میں کوئی اضافہ ہونے والا نہیں ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آنریبل ممبر آف دی بل اس مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں۔ ہمیں اپنے آرٹ۔ کلچر اور قومی روایات کو برقرار رکھنا ہے اور آگے بڑھنا ہے۔ جب ہم قانون بنا رہے ہیں تو صاف صاف الفاظ میں اس بات کی ممانعت کی جائے کہ ہمارے کتاب خانوں میں غیر جمہوری لٹریچر وہاں نہ رکھا جائے گا۔ ایسا لٹریچر نہ رکھا جائے گا جو ہمارے نوجوانوں کی نسل پر اور ہماری روایات پر مضر اثر ڈالتا ہو۔ اس بنیادی تصور کو سامنے رکھتے ہوئے میں اس میں ایک اور اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ اگر ہم ایمانداری اور خلوص کے ساتھ آج یہ سوچ رہے ہیں کہ ہمارے ملک کی جہالت دور ہو اور اس کے لئے کتب خانے ایک ذریعہ ثابت ہوں تو ہمیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سوچنا چاہئے کہ ان میں کن لوگوں کا تعاون حاصل کیا جانا چاہئے۔ اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس وقت ملک میں مختلف ادبی اور تہذیبی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ کئی ترقی پسند تحریکیں ہیں۔ ان کے تعاون کے بغیر اگر ایسی تنظیم قائم کرنے کی کوشش کی گئی یا اسکو صرف بیوروکریسی (دفتر شاہی) کا اڈہ بنانے کی کوشش کی گئی تو اس سے کام چلنے والا نہیں ہے۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ اس قانون کے ذریعہ جو سنٹرل کونسل یا اور ایسی دوسری کمیٹیاں قائم ہونے والی ہیں انہیں وسیع کرنے کی ضرورت ہے ہمارے ادب۔ کلچر اور کلا کو آگے بڑھانے کے لئے ان سے تعاون حاصل کیا جائے اس سلسلے میں ایک کمیشن قائم کیا جائے جو اس کی پوری پوری چھان بین کرے۔ اس کو ایسے اختیارات ہوں کہ وہ نہ صرف کتب خانوں کو چلائے بلکہ وہ ایسی سفارشات بھی پیش کرے میں کس قسم کے لٹریچر کی ضرورت ہے اور اس طرح پبلشنگ ہاؤسز کی رہبری پئے۔ اسی طریقہ عمل سے کتب خانوں کی تحریک مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اتنا ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری گوپال راؤ اکیوٹے:— مسٹر اسپیکر سر۔ میں اس جانب کے اور اوس جانب ریل ممبرس کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس بل کے بنیادی اصولوں سے اتفاق کیا اس بل کو اچھا سمجھا۔ اس سلسلے میں تقاریر میں جو مختلف نکات پیش کئے گئے ہیں میں کا اجالی جواب دوں گا۔ پہلے میں ایوان کی توجہ ان تقریروں کی جانب مبذول کراؤنگا جس عام طور پر یہ کہا گیا کہ قانون بڑا اچھا ہے۔ اس سے پہلے بھی ۱۹۴۷ء سے سنہ ۱۹۵۴ء میں کئی قوانین آئے۔ ان کے نتیجے کے طور پر جو فائدہ ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہوا۔ ایک جنرل اسٹیٹمنٹ دیا گیا۔ کن واقعات کی بنا پر یہ اسٹیٹمنٹ دیا گیا اگر وہ واقعات بھی سامنے آجائے تو بہتر ہوتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ سماج کی ضروریات کے لحاظ سے جو قوانین نافذ کئے جاتے ہیں ان کا کچھ اثر ہوتا ہی نہیں۔ یا ۱۹۴۷ء سے تک جو قوانین بنے ان کا کوئی مفید نتیجہ ہندوستان پر یا حیدرآباد پر ہوا ہی نہیں۔

بہتر ہوتا اس طرح کا اسٹیٹمنٹ دینے سے پہلے اس کی چھان بین کر لی جاتی اور اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لیا جاتا۔ میں بتلاؤنگا کہ یہ جو ریمارک کیا گیا ہے وہ کس حد تک درست ہے۔ اس میں دو چیزیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ پیسی مسٹک اوٹ لک (Pessimistic outlook) کے عادی ہو چکے ہیں۔ اسی میں انہیں مزہ آتا ہے وہ اچھی چیز کو اچھی چیز تو مانتے ہیں لیکن اس اچھی چیز کو بری کہتے ہیں۔ وہ پیسی مسٹک اوٹ لک سے چیزوں کو دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ انہیں مسہل بھی برا نظر آتا ہے اور ماضی میں بھی کوئی چیز اچھی نظر نہیں آتی۔ ایسے لوگوں سے مجھے کچھ کہنا نہیں ہے البتہ ان پیسی مسٹ (Pessimist)

نجومیوں سے مجھے کہنا ہے جو اس بل کو پڑھ کر کہتے ہیں کہ جو لائبریریاں قائم ہوں گی ان میں وہی گلی سڑی کتابیں رکھی جائیں گی جس کی وجہ سے برے اثرات سماج میں پیدا ہوں گے۔ اس کے متعلق مجھے کہنا ہے کہ وہ اس قسم کے پیسی مسٹ (Pessimist) نہ بن جائیں۔ اس قسم کا بھوش (Bhosh) کرنے سے پہلے اطراف کا ماحول دیکھیں کہ کس تیز رفتاری سے سماج آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان کا بھوش (Bhosh) پورا ہونے والا نہیں ہے۔ ہر قانون جب بنتا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ خامیاں ہوتی ہیں جن کو تعمیری مشوروں سے دور کیا جاسکتا ہے۔ اور قانون پر عمل کرنے والے لوگ اس قانون کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے مینٹل ریزرویشنس (Mental Reservations) پیش کرتے ہیں تب کہیں قانون کی اصلاح ہوتی ہے۔ صرف اس پر نکتہ چینی کرنے کے لئے ہی آگے بڑھیں تو یہ طریقہ مناسب نہیں ہے۔ جب تک قانون کو عمل میں لانے کی کوشش نہ کریں اس وقت تک قانون عمل میں نہیں آسکتا۔ قانون کے نفاذ کے تعلق سے عمل کرنے والوں کی نیت اچھی ہو تو وہ اچھے اثرات پیدا کریں گے۔ ایجوکیشنل ری کسٹریشن کی ایک فیا کٹری میں ہم سب کو ملکر کام کرنا چاہئے۔ لیکن بجائے اس کے کہ لائبریری سووسٹ کو آگے بڑھائیں اس کو پیچھے ڈھکیلنے کی کوشش کریں تو اس ذہنیت کی بنا پر یہ قانون فیل ہونے والا نہیں ہے۔ بلکہ عوام اس کے نیک مقاصد کو خود محسوس کریں گے۔ اگر قانون کے اصول سے اتفاق کرنے کے باوجود اس کی برائیوں کو گنا کر آپ مجھے مبارکباد دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا منشا قانون کو آگے لیجانے کا نہیں ہے۔ سماجی حالات کچھ اس قسم کے ہیں کہ ہم اپنی گاڑی کو پرانی پٹری بدل کر اپنی پچھلی ثقافت کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے ضرورت اس چیز کی ہے کہ اس ایکٹ کے امپلی منٹیشن (Implementation) کے لئے ہمیں کامریڈ کی طرح کام کرنا چاہئے۔ ابھی یہ بل منظور نہیں ہوا ہے۔ اس کی منظوری سے پہلے کہا جا رہا ہے کہ ان لائبریریز میں امریکہ کا چپ لیٹریچر (Cheap literature) رکھا جائے گا۔ ایسی کتابیں رکھی جائیں گی جو ہماری ذہنیت کو متاثر کریں گی۔ ہماری ثقافت - تہذیب اور ہمارے سماج کو متاثر کریں گی۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ اس سلسلہ میں رشا (Russia) کے لیٹریچر کا بھی ذکر کیا جائے گا۔ لیکن نہیں کیا گیا۔ میں عرض کروں گا کہ اگر باہر

سے آنے والا سستا لٹریچر رکھیں تو اس سے ہمارے مقاصد پورے نہیں ہوں گے اور ہم اپنی پرانی ثقافت کو بھر سے جو اجاگر کرنا چاہتے ہیں وہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔ سستا لٹریچر جو رشیا سے آتا ہے اگر اس کو ہمارے لائبریریز میں رکھ دیں تو یہاں تو ہمیں مبارکباد دی جائے گی لیکن وہ ہماری پرانی تہذیب و ثقافت کو اجاگر کرنے میں ہماری مدد نہیں کریگا۔ میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ امریکہ ( America ) یا رشیا ( Russia ) کا سستا لٹریچر ان لائبریریز میں نہیں رکھا جائے گا۔ بلکہ ایسی کتابیں رکھی جائیں گی جن سے تعلیمی معیار بلند ہو اس قسم کے لٹریچر کا ہمارے دیش میں فقدان نہیں ہے۔ ہمارا ملک ایسے لٹریچر سے بے بہرہ نہیں ہے بلکہ ہمارے دیش میں اعلیٰ قسم کے لٹریچر کا اتنا کافی ذخیرہ ہے کہ انسان کو ایک جنم نہیں بلکہ کئی جنم لیکر اس کے مطالعہ کے لئے آنا ہوگا۔ ہمیں کسی دوسرے لٹریچر کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں خود اپنا لٹریچر بہت کافی ہے۔ چپ ٹائپ لٹریچر ( Cheap type literature ) شرلاک ہومز کے ناول اور اسی قسم کے اخبارات پڑھنے کے بعض لوگ عادی ہیں اور اسی قسم کے سینما بھی دیکھتے ہیں۔ اگر ان کا منشا یہ ہے کہ امریکہ اور انگلینڈ کے سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ نقصان کا اندیشہ ہے تو مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ..

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ :- رشین لٹریچر ( Russian literature ) سے آپ کی تہذیب و ثقافت کو کیا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے ؟

شری گوپال راؤ اکبوتے :- ہمیں اس میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ ہم اپنی تہذیب و ثقافت کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں ۔ ہم اپنی پرانی تہذیب و ثقافت کو بھر سے اجاگر کرنا چاہتے ہیں ۔ ہمیں دوسروں کی تہذیب و ثقافت کی ضرورت نہیں ہے ۔ تعجب اس پر ہے کہ ابھی ہم نے لائبریریز کے قیام کا بل پیش کیا ہے ہمیں ابھی لائبریریز قائم کرنا ہے۔ گویا شادی کرنا ہے۔ شادی کرنے سے پہلے بچے کے متعلق گفتگو شروع ہوگئی ہے۔ اختلاف پیدا کرنے کی ایک خاص قسم کی ذہنیت پیدا ہوگئی ہے۔ ہماری پرانی تہذیب امریکہ کے لٹریچر سے اجاگر نہیں ہو سکتی۔ ہمیں قومی شعور پیدا کرنا ہے۔ لیکن قومی شعور کے معنی یہ نہیں ہیں کہ رشیا کا قومی شعور ۔ اگر رشیا کا قومی شعور ہندوستان میں پیدا کرنا ہے تو آپ اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے .....

شری جے۔ آنند راؤ :- رشیا کے لٹریچر کے متعلق انہوں نے کچھ نہیں کہا ہے ۔ بار بار کہا جا رہا ہے کہ رشیا کا لٹریچر ۔ رشیا کا لٹریچر وغیرہ ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ رشیا کے لٹریچر میں کیا خرابی ہے ؟ اس کو تو ظاہر نہیں کیا جا رہا ہے اور بار بار کہا جا رہا ہے کہ رشیا کا لٹریچر .....

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ :- شکسپیر ( Shakespeare ) کے لٹریچر ( Literature ) سے ہم کو کوئی اختلاف نہیں ہے .....

شری گوپال راؤ اکبوتے :- خیر میں اب اس پوائنٹ کو ختم کرتا ہوں ۔ کلچرل یونیورسٹی ( Cultural University ) ایک سوشل سنٹر ( Social centre )

ہوگا جو اپنی ثقافت کو بلند مقام پر پہنچانے کے لئے ایک مقام ہوگا۔ اس بارے میں کسی قسم کے شکوک و شبہات کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپیل کرونگا کہ اس موومنٹ میں نیک نیتی کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ اور جو ال لیٹریسی ( Illiteracy ) کی حالت پیدا ہو گئی ہے اس کو دور کر کے لیٹریسی کی جانب آگے بڑھیں۔

دو اصحاب نے ایک چیز پر زور دیا ہے کہ فیاکٹس فائینڈنگ کمیٹی ( Facts finding Committee ) مقرر کرنی چاہیئے۔ سائنس اور کامپلیکڈ سائنس ( Science and complicated science ) کی فیاکٹس فائینڈنگ کمیٹی ایسے نہیں ہو سکتی۔ لائبریری میں جو کتابیں ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ فیاکٹس فائینڈنگ کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ آجکل کے لائبریریز ہمارے دیش کی آج کل کی ضروریات کے لئے کار آمد نہیں ہیں۔ ہماری ضرورتیں الگ ہیں اون ضروریات سے الگ ہیں جو سنہ ۱۹۴۷ء میں تھے۔ آج کی ہماری ضروریات کے لحاظ سے ہر لائبریری میں کتابیں رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت جو پبلک لائبریریز جگہ جگہ ہیں وہ ان ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کسی فیاکٹس فائینڈنگ کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک صاحب نے پوچھا کہ لائبریری اسوسی ایشن کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک آلہ انڈیا اسوسی ایشن ہے اور حیدرآباد اسوسی ایشن کا تعلق اوس سے ہے۔ حیدرآباد میں اوسکی ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ تین روز تک کانفرنس ہوتی رہی اوس کے متعلق حیدرآباد کے اخباروں میں کافی چرچا ہوتی رہی ہے۔ تین سال سے لائبریری سائنس کے ڈپلوما کورس کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ گذشتہ سال ستر ٹیچر کامیاب ہوئے۔ اسی سال تین چار روز پہلے اسناد کی تقسیم ہوئی ہے۔ اخباریں طبقہ اس سے بخوبی واقف ہوگا۔ جب ایسا ایک اسوسی ایشن قائم ہے تو پھر اس کے بعد فیاکٹس فائینڈنگ کمیٹی کی ضرورت میں نہیں سمجھتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اڈلٹ ایجوکیشن کو سوشیل ایجوکیشن میں شامل کر دینا چاہیئے۔ لیکن یہ خیال بہت پرانا ہو چکا ہے۔ سوشیل ایجوکیشن کا سنہ ۵۴ء میں کنسپشن (Conception) شری اے۔ گروا ریڈی (سڈی پیٹھ) :- اڈلٹ ایجوکیشن (Adult Education)

میں کس حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے ؟

شری گوپال راؤ اکبوتے :- اڈلٹ ایجوکیشن کا کوئی تعلق لائبریریز بل سے نہیں ہے اس لئے میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔ اڈلٹ ایجوکیشن اور سوشیل ایجوکیشن ہندوستان میں کافی ترقی کر رہی ہے۔ میں گذشتہ دیرھ دو سال میں جو ترقی ہوئی ہے اوس سے جو لوگ واقف ہیں وہ کہیں گے کہ واقعی فائدہ مند نتائج نکل رہے ہیں۔ اڈلٹ ایجوکیشن کا خیال چونکہ پرانا خیال ہے اس لئے ظاہر ہے کہ اس بل میں نہیں بیٹھ سکتا۔ لائبریری کے موومنٹ گورنر اور اربن ایریا میں چلانے کے لئے یہ بل ہے۔ اس کے بعد ایک صاحب نے یہ عذر کیا کہ یہ نئی بل ہے۔ میں نے اوسی وقت مداخلت کر کے یہ وضاحت کی کہ یہ نئی بل نہیں ہے۔ میں نے کہا یہ پراپرٹی ٹیکس



( Property tax ) میں اضافہ ہے اس لئے اجازت کی ضرورت نہیں۔ منی بل کے لئے جو پروسیجر ( Procedure ) اختیار کیا جاتا ہے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے

مجھے آرٹیکل ( ۲۰۷ ) کا سب آرٹیکل ( ۳ ) پڑھ کر بتایا۔ اوس وقت بھی میں نے یہی کہا تھا کہ کنسالیڈیٹڈ فنڈ سے اگر اماؤنٹ اکسپینڈیچر میں جاتی ہے تو ویسی صورت میں منی بل ہو جاتا ہے۔ لیکن یہاں گورنمنٹ اوس طرح پیسہ نہیں دے رہی ہے بلکہ اپنے بجیٹڈ اماؤنٹ سے دے رہی ہے۔ اس لئے وہ سب آرٹیکل (۳) یہاں متعلق نہیں ہوتا۔ کنسالیڈیٹڈ فنڈ کی جو ڈیفینیشن دی گئی ہے وہ پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ جہاں کنسالیڈیٹڈ فنڈ سے پیسہ جاتا ہے تو وہ منی بل کی تعریف میں آتا ہے۔ اس لئے منی بل کے پروسیجر کو یہاں فالو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری چیز جو کہی گئی ہے ....

شری کے وینکٹ رام راؤ: — جو کنٹریبیوشن گورنمنٹ کی جانب سے کیا جائیگا کیا وہ کنسالیڈیٹڈ فنڈ سے نہیں کیا جائیگا ؟

شری گوہال راؤ اکبوت: — کنسالیڈیٹڈ فنڈ سے نہیں کیا جائیگا بلکہ وہ بجیٹڈ اماؤنٹ ہوگا۔ وہ بجٹ میں شامل ہو کر خود آپ کے سامنے آئیگا۔ کنسالیڈیٹڈ فنڈ جس کا ذکر کانسیٹیوٹن میں کیا گیا ہے اگر اوس فنڈ سے چارج کیا جائے تو پرسیڈنٹ یا راج پرمکھ کی اجازت سے ایسا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں کنسالیڈیٹڈ فنڈ سے چارج نہیں کیا جائے گا بلکہ جنرل ریونیو کا جو کلکشن ہوگا اس سے دیا جائیگا۔ اسٹیٹیوٹری آبلیگیشنس ( Statutory obligation ) گورنمنٹ ( Government ) پر ہے کہ وہ اس رقم کو دے۔ یہ آئندہ بجٹ کا ایک جزو ہوگا جسکی منظوری بھی آپ ہی کو دینی پڑیگی۔ اس لئے آپ کا یہ عذر صحیح نہیں کہ یہ منی بل کی تعریف میں آتا ہے ان تمام امور کا اگزامینیشن کرنے کے بعد ہی اس بل کو انٹراڈیوس ( Introduce ) کیا گیا ہے میرا خیال ہے کہ وہ خود بھی اس پائنٹ کو کوئی اہمیت نہیں دے رہے ہیں اور خود اون کا خیال بھی ہے کہ اس بل کو آگے بڑھایا جائے۔ میں انہیں اس امر کا اطمینان دلانا چاہتا ہوں کہ اگر اس قسم کی کوئی رکاوٹ پیدا ہو تو اوسکو پہلے دور کیا جائیگا۔ اور اسکو ایوان کے سامنے لایا جائیگا۔ لوکل سس اور پراپرٹی ٹیکس کا معاملہ بھی اس سے متعلق نہیں ہوتا یہ ایک دوسرا کنفیوژن ہے جو ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کو بھی میں صاف کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ لوکل بورڈز کے تحت لوکل سس میں ایک آئٹم کاجو اضافہ کیا گیا ہے اوس سے یہ خرچہ برداشت کرنا چاہئے۔ دوسرے صاحب نے یہ کہا کہ گرام پنچایتوں - ٹاؤن کمیٹیوں اور سٹی میونسپالٹیز وغیرہ کے ذمہ یہ کام کرنا چاہئے اور اسکے ساتھ ساتھ گورنمنٹ بھی کچھ نہ کچھ سپلیمنٹ کرے۔ میں اس سلسلہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ڈسٹرکٹ لوکل بورڈس - ٹاؤن کمیٹیوں اور میونسپالٹیز کے جو فنکشنس ہیں وہ بش نظر نہ رہتے کی وجہ سے یہ بحث کیجا رہی ہے۔ دراصل یہ اون کے ڈسکریٹری فنکشنس میں داخل ہے۔ اون کے صوابدید پر یہ چیز منحصر ہے کہ وہ لائبریریز کو امداد وغیرہ دیا کریں۔ مگر یہ آبلیگٹری فنکشن نہیں ہے۔ بعض جگہ ٹاؤن کمیٹیوں نے لیبر کو

امداد دی ہے۔ خود حیدر آباد میں خاص لائبریریز کو میونسپالٹی کی جانب سے گرانٹ ان ایڈ دی جاتی ہے۔ مگر یہ اون کا ڈسکریٹری فنکشن ہے۔ اون کو کسی قانون کے تحت مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ لازماً لائبریری کی امداد کریں۔ اب ایک اسٹیٹیوٹری آپلیکیشن لوکل لائبریری (Library) اتھا ریٹی پر یہ عائد کیا جا رہا ہے کہ آپ لائبریریز موومنٹ کو چلانے کے لئے اپنے اپنے حلقہ میں سس لگا کر بیسہ جمع کریں اور گورنمنٹ سے بھی کہا جا رہا ہے کہ اتنی رقم آپ بھی دیں تاکہ لائبریریز کا ایک جال رول اور اربن ایریاز میں پھیلایا جا سکے۔ ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ کی جانب سے جو لوکل سس عائد کیا جاتا ہے وہ ریونیو کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے۔ یعنی مالگزاری کی رقم کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے۔ محض ”سس“ کے لفظ کی وجہ سے کنفیوژن (Confusion) پیدا ہو گیا ہے۔ وہ سس تو مالگزاری ریونیو کے ساتھ لیا جاتا ہے مگر یہ سس پراپرٹی ٹیکس کے ساتھ لیا جائیگا۔ اور وہ بھی وہیں عائد کیا جائیگا جہاں کہ ٹاؤن کمیٹیز یا سٹی میونسپالٹیز ہیں وہیں سے ایسا سس وصول کرنے کی لوکل لائبریری اتھارٹی کو اجازت دی جا رہی ہے۔ اس لئے میں نے پہلے کہا کہ ٹیکس تو وصول کیا جائیگا اربن ایریاز سے لیکن خدمت کیجائیگی رول ایریازی۔ اس لئے غالباً ”سس“ کے لفظ کی وجہ سے کنفیوژن پیدا ہو گیا۔ سس تو وہاں بھی لیا جائیگا لیکن وہ سس ریونیو کے ساتھ لیا جائیگا۔ اور یہاں جو سس لیا جائے گا وہ پراپرٹی ٹیکس کے ساتھ لیا جائیگا جو کہ ولیجس میں وصول نہیں کیا جاتا۔ اس لئے اس میں اعتراض کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ پہلے آپ موومنٹ تو چلائیے پھر جیسے جیسے موومنٹ بڑھتا جائیگا ویسے ویسے ٹیکس وصول کئے جائیں۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ مرغی پہلے یا انڈا پہلے پیدا ہوا۔ جو کام گورنمنٹ کی جانب سے ہوگا اور اوس کو جس سسٹیمٹک (Systematic) طریقہ پر چلایا جائیگا اوس کے لئے ایک ترتیب وار ڈھانچہ تیار کرنا ضروری ہے۔ ایک قانون یا قواعد بنا دینے سے فائدہ نہیں ہوگا بلکہ موومنٹ کو باضابطہ طریقہ پر چلانا ہوگا۔ اس وقت تو چھوٹی سی رقم سے اس موومنٹ کا آغاز ہو رہا ہے جب لوگوں کو اس موومنٹ کا فائدہ معلوم ہوگا تو لوگ خود اس موومنٹ کو اور زیادہ آگے بڑھائیں گے۔

میں اب ایک آخری جواب دیکر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ یہ بھی کہا گیا کہ ڈی۔ پی۔ آئی (D. P. I.) کے تفویض یہ کام نہیں کیا جانا چاہئے۔ بلکہ اس کے لئے ایک اسپیشل آفیسر (Special Officer) مقرر کیا جانا چاہئے۔ سنہ ۱۹۵۴ء میں مدراس میں جو لائبریریز ایکٹ پیش کیا گیا تھا بڑی حد تک اوسی کی ہی بنیاد پر ہم نے اپنے اس بل کو رکھا ہے۔ ڈاکٹر رنگنا دھن راؤ نے لائبریری سائنس کے فیلڈ میں جو کچھ کام کیا وہ نہ صرف ہندوستان کے لئے ہی مثالی کام ہے بلکہ پوری دنیا کے لئے ہے۔ اگرچہ خود ڈاکٹر رنگنا دھن راؤ مدراس کے ایکٹ سے متفق نہیں ہیں۔ مدراس میں اسی سلسلہ میں سات لاکھ روپیہ خرچ کئے جا چکے ہیں لیکن وہاں کے ڈاکٹر ہیں اب بھی کریٹیسزم (Criticism) ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر بہت بظہر و آدہی ہیں اور ان کے ذہن بہت سے فرائض ہیں۔ اگرچہ یہ موومنٹ

وہاں بڑے پیمانہ پر بڑھ گیا ہے۔ لیکن آج چار پانچ سال کے بعد بھی وہاں کرٹیسیمزم ہو رہا ہے کہ اس کا ڈپارٹمنٹ علحدہ ہونا چاہئے۔ ہم نے بھی پہلے یہی رکھا تھا لیکن جب اس کے فینانشیل امپلیکیشنس (Financial Implications)

معلوم ہوئے تو اس کو ترک کر دینا پڑا۔ اگر علحدہ ڈائرکٹر با اسپیشل آفیسر رکھا جائے اور اس کا عملہ مقرر کیا جائے تو کم از کم (۸۰) ہزار روپیہ سالانہ خرچ آئیگا۔ ہزارے پاس دو تین لاکھ کا ہی سرمایہ ہے جس سے یہ کام شروع ہونے والا ہے۔ اگر (۸۰) ہزار روپیہ صرف اسٹیبلمنٹ (Establishment) پر لگا دیں تو وہ بھی قابل اعتراض ہوگا۔ کیونکہ آصفیہ لائبریری کے سلسلہ میں یہ کہا گیا کہ اسٹیبلمنٹ

پر زیادہ خرچہ ہو رہا ہے۔ اس کو اوائڈ (Avoid) کرنا چاہئے۔ چونکہ موجودہ ڈائرکٹر لائبریریز مومنٹ سے دلچسپی رکھتے ہیں اس لئے انیشیل اسٹیج (Initial Stage) پر یعنی چار پانچ سال تک اس کو ڈی۔ بی۔ آئی کے تحت رکھنا ہی مناسب ہوگا۔ تاکہ مدراس کی طرح یہاں بھی کرٹیسیمز م کی نوبت نہ آنے پائے۔ بعد میں یہ معلوم ہو کہ ڈائرکٹر سے یہ کام نہیں ہو سکتا تو علحدہ ڈپارٹمنٹ قائم کیا جائے گا۔ اگر آپ اس سے متعلقہ سکشن ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ ہم نے دونوں چیزیں رکھی ہیں۔ موجودہ حالت میں تو ہم اس کو ڈی۔ بی۔ آئی کے ہاتھ میں دے رہے ہیں۔ لیکن یہ امپلائنگ پاور (Employing Power) بھی گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے جس وقت چاہے علحدہ ڈپارٹمنٹ قائم کیا جاسکے گا۔ مدراس میں اس

سلسلہ میں جو کرٹیسیمزم ہو رہا ہے اس کو یہاں اوائڈ کرنے کے لئے یہ گنجائشیں رکھی گئی ہیں۔ ایک اور غلط فہمی جو آصفیہ لائبریری کے سلسلہ میں پیدا ہو گئی ہے اس کو میں دور کرنا چاہتا ہوں۔ ایک صاحب نے کہا کہ اس لائبریری میں ریجنل لینگویجس (Regional Languages) کی کوئی کتاب نہیں ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ اس قسم کے سویپنگ (Sweeping) جنرل ریمارکس (General remarks) کم کرنا چاہئے۔ نہیں کرنا چاہئے یہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ میں نے چونکہ پہلے اپنی تقریر میں اس کو واضح کر دیا تھا اس لئے تقریر کے بعد تو کم از کم ایسے ریمارکس نہیں ہوتے چاہئیں۔ یہ الزام بالکل صحیح ہے کہ آصفیہ اسٹیٹ لائبریری کے اسٹیبلمنٹ پر زیادہ خرچ ہو رہا ہے۔ کتابیں خریدنے پر اتنا خرچہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ میں نے اس کو مان لیا ہے۔ اور میں اون ہی صاحب کو جنہوں نے یہ اعتراض کیا ہے یہ بتاؤں گا کہ وٹرنچمنٹ کے ذریعہ پیسہ بچانے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں سوپر فلوئس اسٹاف (Superfluous Staff) ہے۔ میں اون کی معلومات کے لئے یہ بتاؤں گا کہ وہاں ۳۰-۳۲ لوگ بک کلینرز کے نام سے رکھے گئے ہیں۔ وہ کپڑا لیکر کتابوں کو کلین (Clean) کیا کرتے ہیں۔ کہیں کلین کرتے کرتے خود کتاب بھی کلین نہ ہو جائے۔ آج کل جو ماڈرن اپریشنس (Modern Operations) اس کام کے لئے استعمال ہوتے ہیں اون کے ذریعہ ہم تھوڑے سے پیسوں میں یہ کام کروا سکتے ہیں۔

تیس پینتیس کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہم ان آدمیوں کو نکال کر (۳۰) ہزار روپیہ سالانہ

بچا سکتے ہیں۔ فنانس ڈپارٹمنٹ سے ہم نے اس کا وعدہ لیا ہے۔ یہ (۳۰) ہزار روپیہ ریجنل لینگویجس کی کتابیں خریدنے پر خرچ کئے جائیں گے۔ اور میں آپ کو یہ بھی بتا دیتا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دو سال سے ریجنل لینگویجس پر بہ نسبت دوسری زبانوں کے زیادہ خرچہ ہو رہا ہے۔ اور اس وقت اسٹیٹ لائبریری میں اون کی کافی تعداد موجود ہے۔ اور ریجنل لینگویجس اور سنسکرت کی مزید کتابیں بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن مجھے اس کے ساتھ ہی ساتھ اس خطرہ کا بھی یقین ہے کہ جب ان بیس بائیس آدمیوں کا رٹرنچمنٹ ہوگا تو اخباروں میں اعلان آئیگا کہ رٹرنچمنٹ ہو رہا ہے۔ ان امپلائمنٹ بڑھ رہا ہے۔ گورنمنٹ ظالم ہے۔ سرمایہ دار ہے۔ غریبوں کو روزگار سے نکال رہی ہے۔ اور پیسہ بچا رہی ہے۔ اس قسم کا کنفلکٹنگ ذہنوں اور دماغوں میں موجود ہے۔ ہمارے دماغوں میں بختکی نہیں ہے۔ اس قسم کا کنفلکٹنگ آرگيومنٹ (Conflicting argument) اور تضاد ہمیشہ ہوتا رہیگا۔ میں آپ کے آرگيومنٹ کا سویکار تو کرتا ہوں لیکن مہربانی کر کے آپ بھی ہم سے کو آپریٹ کریں۔ ہم لوگوں کو تخفیف تو کریں گے لیکن اوس کے ساتھ اون کے امپلائمنٹ کا دروازہ بھی کھولیں گے۔ پہلے اون ہی لوگوں کو امپلائمنٹ دیا جائیگا۔ لیکن وتھ ڈیو رسپیکٹ (With due respect) یہ کہوں گا کہ مجھے اس کا خطرہ ہے کہ اس اطمینان کے باوجود بھی یہی کہا جائیگا۔ تیس ہزار روپیہ سالانہ بچا کر ہم اوس سے کتابیں خریدیں گے اور اون کتابوں سے لاکھوں عوام کا فائدہ ہوگا۔ ریجنل لینگویجس اور سنسکرت لٹریچر خریدنا جائیگا اور ہماری پرانی تہذیب اور ثقافت کے ساتھ اس لائبریری کو ایک سنٹرل لائبریری بنایا جائیگا۔ میں اون کو اس امر کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی اس میں کوئی نیت نہیں ہے۔ ہم اس لائبریریز موومنٹ کو ایک ایسی اونچائی پر لیجانا چاہتے ہیں جہاں پہنچ کر ہمارا مقصد حاصل ہو جائے۔ ہم اور آپ اس مقصد پر متحد تو ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ خلوص کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھائیں تاکہ ہمارا مقصد حاصل ہو۔ میں اس امید کے ساتھ کہ اس بل کو زیادہ اختلاف کے بغیر منظور کیا جائیگا اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

*Mr. Deputy Speaker :* The question is :

“That L. A. Bill Mo. XXVIII of 1954, the Hyderabad Public Libraries Bill 1954 be read a First time.”

The motion was adopted.

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Friday the 18th September, 1954.